

پھر سونے عرم لے چل

محمد داود الرحمن علی

www.algazali.org

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پھر سوائے حرم لے چل

درِ دل اور درِ جاں رکھنے والے ایک لاچار کی داستاں جس نے حکیم رب
کے حضور حاضری دے کر شفا ئے روح و جاں حاصل کی۔

محمد داؤد الرحمن علی

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
24	محمد ﷺ کا روضہ قریب آ رہا ہے	1	بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سونے حرم لے چل
25	مسجد نبوی ﷺ	3	روانگی
27	روضۃ من ریاض الجنۃ	5	جدہ ایئر پورٹ
29	روضہ رسول ﷺ پر حاضری	6	مکہ مکرمہ
31	میدان احد	7	مکہ آمد
31	مسجد خندق (غزوہ خندق)	7	مسجد الحرام
32	مسجد قبلتین	10	دید اول
33	مسجد قبا	11	بیت اللہ شریف
33	مدینہ کی سیر	12	رب سے راز و نیاز
34	حدیث پڑھنے کی خواہش جو خواہش ہی رہی	13	زم زم
35	شیخ عبدالرحمن الحذیفی سے مصافحہ	15	طوافِ کعبہ
35	مکہ واپسی	16	مقامِ ابراہیم
36	ہمارا تیسرا عمرہ	17	آبِ حیات
38	صُفْرَة	18	صفامر وہ
39	جدہ کی سیر	18	صفامر وہ پر سعی
40	ساحل سمندر	20	ہمارا دوسرا عمرہ
43	وطن واپسی	21	عظیم سجدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أحمدہ واصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

جج: ایک والہانہ، عاشقانہ اور مستانہ عبادت کا نام ہے، دوران جج حاجی کی کیفیت بالکل ایک دیوانہ اور مجنوں کی ہوتی ہے، چنانچہ آپ دیکھیں تو حاجی تلبیہ کی شکل میں ایک ہی چیز پکارتا رہتا ہے اور اس پکار کے وقت وہ ایک جگہ رکتا نہیں بلکہ بھاگتا رہتا ہے، اس کی پکار کو تلبیہ کہا جاتا ہے تو اس کی بھاگ دوڑ کو سعی کا نام دیا گیا، خانہ کعبہ کے گرد اس کے چکروں کو طواف کہا گیا اور مزدلفہ میں رکھنے ٹھہرنے اور وقتی طور پر سکون کے سانس لینے کو وقوف کہہ دیا گیا، عرفہ میں قیام، منیٰ میں قربانیاں، یہ سب جس والہانہ اور عاشقانہ انداز میں ادا ہوتے ہیں اس سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ حاجی کسی اور ہی دنیا کی سیر کر رہا ہے، اگر آپ غور کریں تو پتہ چلے گا کہ انسان کو سب سے زیادہ اپنے کپڑوں اور اپنے بالوں سے پیار ہوتا ہے مگر اس عبادت میں حکم یہ دیا گیا کہ اب آپ کو اپنے تراش و خراش والے نفیس و نقشین کپڑوں سے سروکار نہیں ہے چنانچہ بندہ بغیر سلع سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے جو یاد دلاتا ہے کہ ایک دن وہ بھی آنے والا ہے جب ٹھیک اسی طرح کے کپڑے پہن کر تجھے قبر میں پہنچنا ہے، یہی کپڑے ہوں گے، یہی رنگ اور کمر ہوگا، انسان کو اپنے بالوں سے خاص محبت ہوتی ہے یہاں بھی حکم دیا گیا کہ اپنے سر کے بال سرے سے ختم کرالیں، حلق کرالیں، ممکن تھا کہ انسان اپنے سر کو کسی کپڑے سے چھپالیتا اس لئے ننگے سر رہنے کا حکم ہوا، یہ بھی ممکن تھا کہ انسان اپنے بناؤ سنگار کی طرف کچھ توجہ کر لیتا تو یہاں بھی پابندیاں عاید کر دی گئیں اور کہا گیا کہ تیل، عطر، خوشبو وغیرہ تمام چیزوں سے دور رہیں اور ایسے بن جائیں جیسے دیوانے اور مستانے ہوتے ہیں، انھیں اپنے حال کی خبر اور فکر نہیں ہوتی، انھیں اپنے بناؤ سنگار کا خیال نہیں ہوتا، انھیں گرد و پیش کا علم نہیں رہتا، وہ جو کہتے ہیں کہتے چلے جاتے ہیں وہ جو کرتے ہیں کرتے چلے جاتے ہیں، انھیں ایک دھن سوار رہتی ہے اے قافلہ حجاج! تمہیں بھی ان جیسا بن کر اللہ احکم الحاکمین کو راضی کرنا ہے یہی وجہ ہے کہ حاجی کا ہر عمل اور اس کی ہر حرکت سے جذب اور جنون کی کیفیات نظر آتی ہیں۔ بندہ جب ان کیفیات سے دوچار ہوتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے پر خوب خوب پیار اور رحم آتا ہے اور یہی وہ وقت ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہوں پر معافی کا قلم پھیر دیتا ہے، اور پھر بندہ کی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے گویا وہ آج ہی کے دن اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے، آپ نے پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ عرض کیا ”جج سے واپس آ رہا ہوں“ پوچھا جج کر چکے؟ عرض کیا ”کر چکا“ فرمایا جس وقت گھر سے روانہ ہوئے اور عزیزوں سے جدا ہوئے تھے، اپنے تمام گناہوں سے بھی مفارقت کی نیت کر لی تھی؟ کہا ”نہیں یہ تو نہیں کیا تھا“ فرمایا بس پھر تم سفر جج پر روانہ ہی نہیں ہوئے پھر فرمایا کہ راہِ حق میں جوں جوں تمہارا جسم منزلیں طے کر رہا تھا تمہارا قلب بھی قرب حق کی منازل طے کرنے میں مصروف تھا؟ جواب دیا کہ ”یہ تو نہیں ہوا“ ارشاد ہوا کہ پھر تم نے سفر جج کی منزلیں طے ہی نہیں کیں، پھر پوچھا کہ جس وقت احرام کے لئے اپنے جسم کو کپڑوں سے خالی کیا تھا اس وقت اپنے نفس سے بھی صفات بشریہ کا لباس اتارا تھا؟ کہا ”نہیں! یہ تو نہیں ہوا تھا“ ارشاد ہوا پھر تم نے احرام ہی نہیں باندھا، پھر پوچھا عرفات میں وقوف کیا تو کچھ معرفت بھی حاصل ہوئی؟ کہا ”نہیں! یہ تو نہیں ہوا“ ارشاد ہوا پھر عرفات میں وقوف ہی نہیں کیا پھر پوچھا کہ جب مزدلفہ میں اپنی مراد کو پہنچ چکے تو اپنی ہر مراد نفسانی کے ترک کا بھی عہد کیا تھا؟ کہا ”نہیں! یہ تو

نہیں کیا تھا“ ارشاد ہوا کہ پھر طواف ہی نہیں ہوا، پھر جب پوچھا کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی تو مقام صفا اور درجہ مروہ کا بھی کچھ ادراک ہوا تھا؟ کہا ”نہیں! یہ تو نہیں ہوا“ ارشاد ہوا کہ پھر تم نے سعی بھی نہ کی، پھر پوچھا کہ جب منیٰ آئے تو اپنی ساری آرزوؤں کو تم نے فنا کیا؟ کہا ”نہیں! یہ تو نہیں کیا تھا“ ارشاد ہوا کہ پھر تمہارا منیٰ جانا لا حاصل رہا، پھر پوچھا کہ قربانی کے وقت اپنے نفس کی گردن پر بھی چھری چلائی تھی؟ کہا ”نہیں! یہ تو نہیں کیا تھا“ ارشاد ہوا کہ پھر تم نے قربانی ہی نہیں کی، پھر پوچھا کہ جب کنکریاں ماری تھیں تو اپنے جہل و نفسانیت پر بھی ماری تھیں؟ کہا ”نہیں! یہ تو نہیں کیا تھا“ ارشاد ہوا کہ پھر تم نے رمی بھی نہ کی اور اس ساری گفتگو کے بعد آخر میں فرمایا کہ تمہارا حج کرنا نہ کرنا برابر رہا اب پھر جاؤ، صحیح طریقہ پر حج کرو۔

غور کیا جائے کہ حج کے سلسلہ میں ہم سے کس قدر کوتاہیاں سرزد ہوتی ہیں نہ صحیح طور پر حج کے ارکان ہم سے ادا ہوتے ہیں نہ سفر حج کو مبارک و مسعود بنانے کی ہم کوشش کرتے ہیں نہ تو حقوق العباد کا خیال ہوتا ہے اور نہ ہی حقوق اللہ کی کوئی فکر دامن گیر ہوتی ہے، نہ مشتبہ مال سے اجتناب ہوتا ہے، نہ دل کی صفائی اور فکری پراگندگی دور کی جاتی ہے نہ خواہشات نفسانی کو دبایا جاتا ہے، نہ عاجزی و انکساری اختیار کی جاتی ہے، نہ نظروں کو نیچا کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد ہے فی آخر الزمان یکثر الحاج بالبيت يهون عليهم السفر ويسط عليهم الرزق ويرجعون محرومين مسلوبين۔ آخر زمانہ میں بیت اللہ کے حاجیوں کی کثرت ہو جائے گی، ان کے لئے سفر کرنا آسان ہو جائے گا اور روزی بافراط ملے گی مگر وہ محروم اور چھنے ہوئے واپس ہوں گے۔

حج اور عمرہ کی ادائیگی بھی ایک فرض سمجھ کر کرنا چاہیے اس کو سیر و تفریح، تجارت اور ریاضہ و کاذریعہ بنانا جائز اور حرام ہے، حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ یأتی علی الناس زمان یحج اغنیاء الناس للنزاهة و اوساطهم للتجارة و قراءہم للریاء و السمعة و فقراءہم للمسئلة۔ ایک زمانہ وہ بھی آنے والا ہے کہ مالدار سیر و تفریح کی غرض سے حج کریں گے، متوسط طبقہ کے لوگ تجارت کے واسطے، علماء ریاضہ و شہرت کے لئے حج کریں گے اور فقراء بھیک مانگنے کی خاطر حج کریں گے۔

علامہ ابن الحاج اندلسیؒ نے اپنے زمانہ سے پہلے کے علماء کا قول نقل کیا ہے کہ جب وہ کھاتے پیتے اور خوش حال لوگوں کو سفر حج میں دیکھتے تھے تو لوگوں سے کہتے تھے کہ ”لا تقولوا خرج فلان حاجاً و لكن قولوا خرج مسافراً۔ فلاں مالدار کے بارے میں یہ نہ کہو کہ وہ حج کے لئے نکلا ہے بلکہ یہ کہو کہ مسافر بن کر نکلا ہے۔“ (حج کے بعد: ص ۲۲)

قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کا ارشاد ہے کہ ”حجر اسود کسوٹی ہے، اس کے چھونے سے انسان کی اصل حالت ظاہر ہو جاتی ہے، اگر واقعی فطرۃ صالح (اور نیک) ہے تو حج کے بعد اعمال صالحہ کا اس پر غلبہ ہوگا اور اگر فطرۃ (نالائق اور) طالع ہے محض تصنع (اور بناوٹ) سے نیک بنا ہوا ہے تو حج کے بعد اس پر اعمال سیئہ (برے اعمال) کا غلبہ ہوگا۔“ حضرت تھانویؒ نے اس ملفوظ کو نقل کرنے کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ ”یہی وجہ ہے خطرہ کی اور اس خطرہ کا علاج یہ ہے کہ حاجی زمانہ حج میں اللہ تعالیٰ سے اپنے اصلاح حال کی خوب دعا کرے۔ دل سے اعمال صالحہ کے شوق کی دعا کرے اور حج کے بعد اعمال صالحہ کا خوب اہتمام کرے۔ (اصلاح ظاہر ص ۱۶۱-جلد ۲۸)

حضرت مولانا عبد الماجد دریابادیؒ نے لکھا ہے کہ دل والوں نے جب حج ادا کئے ہیں، بارہا اس طرح کئے ہیں کہ محض تن والے دنگ رہ گئے ہیں نہ زاد و تو شے کی فکر ہے نہ مرکب و راحلہ کا سامان کیا ہے، نہ کسی رفیق عزیز کو ہمراہ لیا ہے، نہ منزلوں پر پہنچ کر قیام کیا ہے، نہ پانی

کی صراحیوں ساتھ لی ہیں، تن تنہا اٹھ کھڑے ہوئے ہیں، اور خالی ہاتھ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں، بادیہ کی چلچلاتی ہوئی ریگ پر ننگے پیر اور عرب کی انتہائی کڑی دھوپ میں ننگے سر، ایک دو دن کی نہیں، ہفتوں اور مہینوں کی مسافتیں طے کی ہیں، روزوں پر روزے رکھے ہیں اور فاقوں پر فاقے کئے ہیں، کوئی ایک دو مثالیں ہوں تو درج کی جائیں کس کس کے نام اور کہاں تک گنائے جائیں۔ طاؤس الفقراء الشیخ ابو نصر سراج اپنی کتاب للمع میں اس طرح کی بہت ساری حکایات درج کر کے لکھتے ہیں کہ ان اللہ والوں کے آداب حج یہ ہیں کہ جب یہ میقات پر پہنچ کر غسل کرتے ہیں تو اپنے جسم کو پانی سے دھونے کے ساتھ ہی اپنے قلب کو توبہ میں غسل دیتے ہیں، جب احرام پہننے کے لئے اپنے جسم سے لباس اتارتے ہیں تو قلب سے بھی لباس محبت دنیا اتار ڈالتے ہیں، جب زبان سے لبیک لا شریک لک لبیک کہنا شروع کر دیتے ہیں تو حق کو پکارنے کے بعد شیطان و نفس کی پکار پر جواب دینا اپنے اوپر حرام قرار دے لیتے ہیں، جب خانہ کعبہ کا طواف کرنے لگتے ہیں تو آیت کریمہ وتروی المملئکة حافین من حول العرش کو یاد کر کے عرش الہی کے گرد طواف کرنے والے فرشتوں کا تصور جماتے ہیں جب حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں گویا اس وقت حق تعالیٰ کے ہاتھ پر اپنی بیعت کی تجدید کرتے ہیں اور اس کے بعد اپنے ہاتھ کا کسی خواہش کی طرف بڑھانا گناہ سمجھنے لگتے ہیں، جب صفا پر چڑھتے ہیں تو اپنے قلب کی کدورت کو بھی صفائی سے بدل لیتے ہیں، جب سعی کرنے میں تیز دوڑتے ہیں تو گویا شیطان سے بھاگتے ہوتے ہیں، جب عرفات میں حاضر ہوتے ہیں تو تصور کے سامنے میدان حشر کا نقشہ جماتے ہیں، جب مزدلفہ میں آتے ہیں تو ان کے قلب ہیبت و عظمت حق تعالیٰ سے لبریز ہوتے ہیں، جب کنکری پھینکتے ہیں تو اپنے اعمال و افعال یاد کرتے جاتے ہیں، جب سر منڈاتے ہیں تو ساتھ ہی اپنے نفسوں پر چھری چلاتے رہتے ہیں..... جنہوں نے یہ آداب حج اپنی کتابوں میں لکھے اور جو انہیں عمل میں لائے وہ نور کے بنے ہوئے اور آسمانوں پر اڑنے والے فرشتے نہ تھے ہماری آپ کی طرح مٹی کے پتلے اور اسی مادی زمین پر چلنے پھرنے والے انسان ہی تھے۔ (سیاحت ماجدی ص ۴۲۹-۴۳۰)

ایک صاحب دل عارف نے بالکل سچ فرمایا ہے کم من رجل بخراسان اقرب الی هذا البیت ممن یطوف بہت سے خراسان کے رہنے والے اس آدمی کے مقابلہ میں کعبہ سے زیادہ قریب ہیں جو اس کا طواف کر رہا ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نے فضائل حج میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک صاحب کو غنودگی ہوئی اس دوران اس نے دو فرشتوں کو باہم گفتگو کرتے سنا ایک فرشتہ دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ اس سال اتنے لوگوں نے حج کیا مگر صرف چھ لوگوں کا حج قبول ہوا اور پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان چھ کے طفیل تمام لوگوں کے حج کو قبول فرمایا۔

ان سطور کا صرف یہ مقصد ہے کہ حج اور عمرہ جیسی مہتمم بالشان عبادت کو خالص اخلاص و للہیت کے ساتھ کیا جائے تو اس کے ثمرات اور اثرات بعد میں بھی حاجی میں محسوس کئے جاتے ہیں، جب کہ ریاکاری اور کسی اور غرض سے اگر یہ عبادت کی جائے تو لعنتوں، نحوستوں اور گناہوں کے بہت سے باب داہوتے ہیں۔

اس موضوع پر ہر زمانہ میں اہل ذوق اور اہل علم نے اپنے مشاہدات اور تاثرات محض ترغیب اور خانہ خدا کی محبت سے سرشار ہو کر قلم بند کئے ہیں اور یہ بابرکت سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

میرے قابل فاضل دوست عزیز مولانا داؤد الرحمن صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں کم عمری میں اپنے گھر کی زیارت نصیب فرمائی، انہوں نے ام القریٰ کی برکات کا مشاہدہ بھی کیا، بیت اللہ کا طواف بھی کیا، حجر اسود کو بوسہ بھی دیا، مدینہ طیبہ منورہ کی زیارت سے اپنے دل کی دنیا کو روشن کیا، گنبد خضریٰ پر پہنچ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو صلوٰۃ و سلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کی، ان کے جلو اور پہلو میں آرام کر رہے شیخین رضی اللہ عنہما کو سلام بھی کیا، اس مسجد نبوی میں سجدے کئے جہاں کبھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سجدے فرمائے تھے اور اس طرح گویا ع

تیری معراج کہ تو عرش و قلم تک پہنچا

میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

داؤد الرحمن صاحب خوش بخت و خوش نصیب ہیں جنہوں نے اس دیار مقدس کی نہ صرف زیارت کی بلکہ اپنی جبین نیاز کو حرمین شریفین سے مس کر کے مہر سعادت ثبت کی۔

ان کی اس کتاب میں ان کے قلم سے ان کے دل کی ترجمانی ہے جسے آپ پڑھیں گے اور قدم قدم پر آپ کو محسوس ہوگا کہ گویا آپ بھی اس دیار مقدس میں پہنچ چکے ہیں۔ سچائی یہ ہے کہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر، خلوص کے قلم اور ایمان کی روشنائی سے جو چیز بھی لکھی جاتی ہے وہ اثر رکھتی ہے۔

مجھے جب موصوف کے سفر عمرہ کی خوش خبری ملی تو بے انتہا مسرت ہوئی اور میں نے باصرار کہا کہ اپنے سفر نامہ کی تفصیلات، تاثرات اور مشاہدات الغزالی فورم پر شائع کرو تا کہ ہم جیسوں کو پڑھنے اور استفادہ کا موقع ملے چنانچہ موصوف نے میری خواہش و فرمائش پر لبیک کہا اور www.algazali.org پر بالاقساط اپنا سفر نامہ شائع کیا۔ فتقبلہ اللہ

انٹرنیٹ پر پڑھنے والے ہزاروں افراد کی پسندیدگی نے مہمیز کا کام کیا، ان کی شگفتہ تحریر نے قارئین کی شگفتگی کا سامان فراہم کیا، ان کے سوز ساز نے مردہ قلوب میں تابانیاں پیدا کیں، ان کے مشاہدات نے بہت سوں کو متاثر کیا اور بہت سوں نے اُس دیار مقدس کی حاضری کا عزم و ارادہ کیا۔ اب یہ e-book طباعت و اشاعت کے بعد منصہ شہود پر جلوہ فگن ہو رہی ہے۔

موصوف مجھ حقیر فقیر سے غائبانہ تعلق رکھتے ہیں، انٹرنیٹ پر وہ میری تحریرات پڑھ کر پسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں، انہوں نے کئی بار اس موقع کتاب کے لئے تقریظ لکھنے کی خواہش و فرمائش کی لیکن میں اپنی جہالت اور کم علمی کے باعث ٹال مٹول کرتا رہا، ادھر سے انکار اور ادھر سے اصرار نے بالآخر لکھنے کے لئے اقرار کرا ہی لیا۔

مجھے امید ہے کہ اُن کے قلم کے یہ گوہر و جوہر، اُن کے دل کی یہ آوازیں، اُن کے سوز و ساز زندگی کی یہ تڑپ اپنا اثر ضرور دکھائے گی اور یہ سفر نامہ دوسروں کے لئے ترغیب اور تشویق کا باعث بن کر موصوف کی سعادتوں اور اخروی درجات کی ترقی کا باعث ہوگا۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

مفتی ناصر الدین مظاہری

مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

۱۰ صفر ۱۴۳۵ھ

بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل!

میں کلاس میں بیٹھا سبق پڑھ رہا تھا اچانک طبیعت کچھ خراب ہو گئی۔ گھر آ کر سردی کی دوائی کھائی اور سو گیا، جب بیدار ہوا تو بہت سخت بخار تھا۔ ڈاکٹر سے دوائی لی تو کچھ افاقہ ہوا۔ چند دن کے بعد ایک دن والد محترم نماز فجر کے لیے اٹھایا جب میں نے اٹھنے کی کوشش کی تو نہیں اٹھ پایا۔ تھوڑی ہمت کی تو اٹھ کر بیٹھ گیا۔ جب وضو کرنے کے لیے جانے لگا تو ایک چکر سا آیا تو میں وہیں بیٹھ گیا جب سکون محسوس ہوا وضو کرنے چل دیا ابھی چند قدم ہی اٹھائے تھے چکر دوبارہ شروع ہو گئے اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ کچھ دیر بعد ٹھیک ہوا وضو کیا نماز پڑھی، جیسے ہی گھر داخل ہوا سردی سی محسوس ہوئی اور جسم پر کپکپی طاری ہو گئی، یہیں سے میری بیماری کا آغاز ہوا، بیماری بڑھتی ہی چلی گئی یہاں تک کہ میں چار پائی کے ساتھ آ لگا، اور چلنے کے قابل بھی نہ رہا۔ ڈاکٹر حضرات کو میری بیماری سمجھ نہیں آرہی تھی۔ یہاں تک کہ کچھ عرصہ گزر گیا اسی دوران ڈاکٹر نے کہا کہ ہمیں سمجھ ہی نہیں آرہی بیمار کی تو علاج کیا کریں۔ 2010 میں میرے استاد اور میرے تایا زاد بھائی مولانا یسین احمد عثمانی صاحب عمرہ کے سفر کی تیاری فرما رہے تھے۔ جب ڈاکٹروں کو بیماری کی سمجھ نہ آئی تو والد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا خادم حسین صاحب نے مجھے بھی حرمین الشریفین بھیجنے کا فیصلہ فرمایا۔ جب والد محترم نے مجھے اپنے فیصلہ سے آگاہ فرمایا، تو ایک ایسی خوشی محسوس ہوئی کہ ان الفاظ کو بیان کرنا میرے بس میں نہیں تھا حتیٰ کہ خوشی کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو جھلک پڑے، اور اللہ کے حضور اس کا شکر بجالایا اس نے مجھ جیسے گناہ گار کو اپنے گھر جانے کی توفیق بخش رہا ہے۔ یہ اس کا کرم اور احسان تھا کہ وہ مجھ جیسے خطا کار کو اپنے گھر آنے کی توفیق بخش رہا تھا۔

اور اس پر اپنے رب کا جتنا شکریہ ادا کرتا وہ کم تھا۔ اس کے بعد میں نے سفر حرمین شریفین کی تیاری شروع کر دی۔ اس طرح گھر کے کل 6 افراد کا قافلہ تیار ہو گیا، جس میں تایا جان مہر غلام حسین صاحب، بھائی جان مولانا یسین احمد عثمانی صاحب، بڑے بھائی مولانا عبید الرحمن صدیق صاحب، والدہ محترمہ، مولانا یسین احمد عثمانی صاحب کی زوجہ محترمہ اور بندہ ناچیز شامل تھے۔ خوشی دو بالہ ہو گئی کہ والدہ محترمہ اور بڑے بھائی ساتھ ہیں۔ میرا اس وقت شناختی کارڈ نہیں تھا مجھے پاسپورٹ بنوانے کے لیے ”ب“ فارم درکار تھا۔ ”ب“ فارم بنوانے کے لیے بھاگ دوڑ شروع کی۔ پہلے برتھ سرٹیفکیٹ بنوانا تھا اس کے بعد ”ب“ بنانا تھا۔ ہمارے گھر کے قریب ایک بزرگ رہتے تھے جو شاہ صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ ان کی دفتر میں واقفیت تھی ان سے گزارش کی تو انہوں نے ہماری گزارش کو قبول فرمایا خیر انہوں نے ”ب“ فارم تک تمام امور میں میرا بہت ساتھ دیا۔ (آج وہ ہم میں موجود نہیں ہے، اللہ پاک انہیں غریق رحمت کرے۔ آمین) اس کے بعد پاسپورٹ بنوانے کے لیے اپنے کزن محمد شعیب کے ساتھ دفتر گیا۔ وہاں پہنچا تو ان کا کہنا تھا آپ کے ساتھ آپ کے والد یا والدہ کا ہونا ضروری ہے۔ والد صاحب کو فون کیا اور بتایا کہ یہ ماجرا ہے، کیونکہ پہلے علم نہیں تھا کہ یہ شرط ہے کیونکہ وہاں ایک جاننے والے تھے جانے سے پہلے والد صاحب کے حج کے ساتھی جناب آدم خان مرحوم نے بڑے بھائی مولانا حفظ الرحمن فارق کے ذریعے نمبر بھیجا تھا تا کہ وہاں جا کر رابطہ کر لوں۔ اور آفس بھی بند ہونے کا ٹائم ہو گیا تھا، تو دوسرے دن آنے کا فیصلہ کیا، دوسرے دن والد محترم کے ساتھ گیا اور پاسپورٹ جمع کروایا اور گھر واپس آ گئے۔ آخر وہ دن بھی آ ہی گیا جس کا مجھے شدت سے انتظار تھا کیونکہ اس گھر کو دیکھنے کی تمنا اور آرزو تھی جس کی تمنا ہر مسلمان کرتا ہے۔

پھر سوئے حرم لے چل

روانگی

مارچ 2010 میں گھر سے سب کی دعائیں لیے ہمارا قافلہ لاہور علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئر پورٹ لاہور روانہ ہوا۔ جب جہاز کے اندر بیٹھا تو کچھ ڈر سا محسوس ہو رہا تھا کیونکہ پہلے بار جہاز میں سفر کر رہا تھا دلی سکون حاصل کرنے کے لیے میں نے قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی۔ جہاز شام 6 بجے لاہور سے کراچی کے لیے روانہ ہوا۔ کچھ دیر بعد جہاز میں ہمیں ایک پیکٹ دیا گیا جس میں کھانے کی مختلف اشیاء سجائی گئیں تھیں ساتھ بوتل اور چائے بھی دی گئی۔ اور اسی طرح ہمارا سفر چلتا رہا۔ تقریباً 30:7 پر ہمارے جہاز نے کراچی قائد اعظم محمد علی جناح ایئر پورٹ پر لینڈنگ کی۔ جہاز سے اتر کر فوراً والد محترم کو کال کر کے اطلاع دی کہ الحمد للہ ہم کراچی پہنچ گئے ہیں۔ اس کے بعد والد صاحب نے کچھ ہدایات دیں اور فون بند کر دیا۔ اس کے بعد ہم احرام باندھنے چلے گئے جب احرام باندھا تو مجھ پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ اور میں اپنے آپ کو بھت ہلکا محسوس کر رہا تھا۔ دل ملے جلے جذبات سے معمور تھا دلی طور پر وہاں پہنچ چکا تھا۔ آنکھیں نم تھیں اور زبان پر دعائیں تھیں جسم کانپ رہا تھا۔ میں تو ایک گناہ گار سیاہ کار انسان ہوں اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے مجھ ناچیز پر کرم فرمایا۔ اور اپنے گھر اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے بلایا۔ ہمارے جہاز نے رات 10 بجے اڑان بھرنی تھی۔ لیکن مختلف وجوہات کی بناء پر لیٹ ہو گیا۔ جب ہم اپنی سیٹیں لینے کا وٹنٹر پر گئے۔ تو اس نے جھٹ سے سیٹیں دے دیں اور کہا: آپ خوش قسمت ہیں کہ سیٹیں آپ کو مل گئیں یہی آخری سیٹیں تھیں ورنہ آپ کو مزید ایک دن انتظار کرنا پڑتا۔

ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ سیٹیں مل گئیں نہیں تو ایک دن یہیں رُکنا پڑتا اور جہاز کی طرف روانہ ہوئے۔ اور دل میں یہ سوچ رہے تھے ممکن ہے سیٹیں بالکل آخر میں ہوں گی پھر سوچا سیٹیں نہ ملنے سو بہتر ہے جہاں بھی ملیں بیٹھ جائیں گے۔ لیکن جب ہم جہاز کے دروازے پر پہنچے تو وہاں کھڑے ایک آدمی نے ہمارا بھرپور استقبال کیا اور ٹکٹ طلب کی۔

ہم نے جھٹ سے ٹکٹ اسے تھما دی۔ اور اس نے ہمیں اپنے پیچھے آنے کا حکم صادر کیا۔ بھائی جان مجھے لیے ہوئے اس کے پیچھے چل پڑے۔ میری حیرت کی اس وقت تک انتہا نہ رہی جب اس نے جہاز کی وی آئی پی سیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بھائی جان کو کہا: یہ آپ کے چھوٹے بھائی کی سیٹ ہے۔ بھائی جان نے مجھے بٹھایا۔ اس کے بعد بھائی جان نے اسی اپنی ٹکٹ دکھائی تو اس نے مجھ سے چند سیٹیں آگے ایک سیٹ پر اشارہ کیا جو ممکنہ طور پر جہاز کی پہلی سیٹ تھی۔ اطمینان ہو گیا کہ بھائی جان میرے ساتھ ہی ہیں تھوڑی دیر بعد تاجا جان بھی وہیں آ گئے۔ اس کے بعد میں نے بھائی جان سے پوچھا باقی کہاں ہیں تو کہا: مولانا یسین صاحبؒ کو دوسری منزل پر سیٹ ملی ہے والدہ اور بھائی جان مولانا یسین صاحبؒ کی زوجہ (بھابھی محترمہ) وہ ہمارے تھوڑے پیچھے بیٹھی ہیں۔ اس دوران ہمارے جہاز نے جدہ کی طرف اڑان بھری میں اپنے اذکار میں مصروف ہو گیا۔ کچھ دیر بعد جہاز کمپنی کی طرف سے ہمیں بریانی اور دیگر لوازمات پیش کیے گئے اور چائے دی گئی۔ ہلکا پھلکا کھانا کھایا۔ بس دل چاہتا تھا کہ جلد از جلد حرمین پہنچیں اور کعبہ کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیں۔ لوازمات چکھنے کے بعد میں نے سوچا کافی تھک گیا ہوں کچھ دیر آرام کر لیتا ہوں۔ میں آرام کرنے ہی لگا تھا ہاتھ کے نیچے جو بٹن تھے وہ ہاتھ کے نیچے آنے کی وہ سے چل پڑے یکدم ایک آدمی نمودار ہوا اور کہا: حافظ صاحب خیریت ہے کوئی چیز چاہیے میں پریشان ہو گیا یا اللہ کیا ماجرا ہے۔ میں حیرت کے سمندر میں غوطے کھانے لگا کہ میں نے تو کسی کو نہیں بلایا کچھ دیر بعد وہ معاملہ سمجھ گیا اور اس نے کہا جہاں آپ نے ہاتھ رکھا ہے اس کے نیچے بٹن ہیں۔

آپ کے ہاتھ رکھنے سے گھنٹی بجی اس لیے آیا اگر کوئی کام ہے تو بتادیں میں نے شکریہ ادا کیا۔ تو اس نے تمام بٹنوں کے بارے میں سمجھایا یہ لائٹ کا ہے یہ گھنٹی کا ہے وغیرہ وغیرہ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو گھنٹہ کا بٹن دبا دیجئے گا۔ اس وقت علم ہوا کہ ماجرا کیا ہے اور یہ صاحب گھنٹی بجنے پر تشریف لائے۔ اصل میں کچھ سیٹوں پر اوپر کی طرف بٹن ہوتے ہیں جو جہاز کی اگلی سیٹیں ہوتی ہیں ان میں سے کچھ کے بٹن سیٹ کے ساتھ لگے ہوتے ہیں، اس لیے معلوم نہ پرا کہ یہاں بٹن ہیں۔

بہر حال کچھ دیر بعد میں نے ساتھ والے کو سلام کیا، بات کرنے پر پتہ چلا وہ بھی سعادت عمرہ کے لیے جا رہا ہے۔ اس کے بعد میں نے سوچا اب نیند تو آنہیں رہی راستہ بھی غالباً کم رہ گیا ہے اس لیے جواز کا ریادتھے اور جودعائیں یاد تھیں وہ کرنا شروع کر دیں۔ اس دوران بھائی جان بھی آ جاتے اور پوچھ لیتے کہیں ڈرور تو نہیں لگ رہا سفر کیسا گزر رہا ہے وغیرہ وغیرہ۔

جدہ ایئر پورٹ

میقات کے قریب جہاز کے پائلٹ کی طرف سے اعلان ہوا جنہوں نے احرام نہیں باندھے وہ جلد از جلد احرام باندھ لیں۔ جہاز میں جنہوں نے احرام نہیں باندھے تھے، انہوں نے جلد از جلد احرام باندھے، ہم کراچی ایئر پورٹ پر احرام پہن چکے تھے بھائی میرے پاس آئے اور کہا احرام کی نیت کر لو۔ جہاز میں لبیک اللہم لبیک کی صدائیں گونجنے لگیں، تھوڑی دیر بعد اعلان ہوا ابھی کچھ دیر بعد شیخ عبدالعزیز السعود انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر ہم اتریں گے۔ کھڑکی سے باہر کا منظر تو دیکھا جو بڑا دلکش لگ رہا تھا، جہاز لینڈنگ کے لیے تیار تھا اور آہستہ آہستہ نیچے اتر رہا تھا کچھ دیر بعد جہاز ایئر پورٹ پر لینڈ کر گیا۔ جہاز جیسے ہی رک اسٹاپ لگائی گئی مسافروں نے نیچے اترنا شروع کیا اس دوران پائلٹ کی جانب سے اعلان ہوا عمرہ والے جہاز میں بیٹھے رہیں۔ اور کاروبار والے باہر نکل جائیں۔ تقریباً 10 منٹ بعد ہمیں حکم ملا اب نیچے اتر جائیں اس طرح ہم نے سعودیہ عرب کے وقت کے مطابق نماز فجر کے وقت اس مقدس سرزمین پر پاؤں رکھا۔

جب اس مقدس سرزمین پر پاؤں رکھا تو دل ایک عجیب کیفیت سے دو چار تھا۔ جہاز سے اترنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے بخیر و عافیت اپنی منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ جہاز سے اترنے کے بعد بس میں سوار کر کے مین بلڈنگ کی طرف لے جایا گیا جہاں پاسپورٹ پر مہر لگانے اور سامان لینے کے بعد ہمیں باہر جانے کی اجازت دے دی گئی۔ باہر نکلنے کے بعد کچھ دیر انتظار کرایا گیا پھر بس لائی گئی اور اس میں سوار ہو گئے، باہر کچھ سردی کا احساس ہو رہا تھا۔ خیر جیسے ہی ہم بس میں بیٹھے تو ہمیں اس احساس نے آگھیرا کہیں نماز فجر کز انہ ہو جائے۔

ہم نے اپنے گائیڈ سے کہا تو اس نے کہا: مکہ جا کر پڑھ لیں گے۔ ہم نے انکار کرتے ہوئے وہاں پہنچتے پہنچتے ہماری نماز کز ا ہو جائے گی لہذا ہم بس سے نیچے اتر آئے، وضو کیا اور جدہ ایئر پورٹ پر ہی نماز فجر ادا کی۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد ہم مکہ المکرمہ کی جانب حازم سفر ہوئے راستے میں مختلف مناظر دیکھے اور بس میں لبیک اللہم لبیک کی صدائیں گونجتی رہیں۔ جیسے ہی مکہ کی حدود میں داخلہ ہوتا ہے تو نشانی کے طور پر دو پلر بنائے گئے ہیں جن کے اوپر جیسے کھلی ہوئی کتاب ہو اس طرح کا نقشہ بنا ہوا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے مکہ کی حدود شروع ہو رہی ہے۔

مکہ المکرمہ

مکہ مکرمہ، عربی مَکَّۃُ الْمُکَرَّمَة، تاریخی خطہ حجاز میں سعودی عرب کے صوبہ مکہ کا دار الحکومت اور مذہب اسلام کا مقدس ترین شہر ہے۔ مکہ جدہ سے 73 کلومیٹر دور وادی فاران میں سطح سمندر سے 277 میٹر بلندی پر واقع ہے۔ یہ بحیرہ احمر سے 80 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہ شہر اسلام کا مقدس ترین شہر ہے کیونکہ روئے زمین پر مقدس ترین مقام بیت اللہ یہیں موجود ہے اور تمام باحیثیت مسلمانوں پر زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ یہاں حج کرنا فرض ہے۔ اسی شہر میں نبی آخر الزماں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے اور اسی شہر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کی ابتدا ہوئی۔ یہی وہ شہر ہے جس سے اسلام کا نور پھیلا۔ مسلمانوں کے لیے مکہ بے پناہ اہمیت کا حامل ہے اور دنیا بھر کے مسلمان دن میں 5 مرتبہ اسی کی جانب رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔

مکہ آمد

لبیک اللہم لبیک کی صداؤں اور ورد کے ساتھ ہم مکہ پہنچ گئے اور ہمیں ہوٹل لے جایا گیا۔ جہاں ہم کو ٹھہرایا گیا وہ ایک وی آئی پی ہوٹل تھا۔ کاؤنٹر سے کمرہ کی چابی لینے کے بعد لفٹ کے ذریعے ہم اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے وہاں جا کر دیکھا تو وہ ایک چھوٹے سے خوبصورت مکان کی طرح بنے ہوئے دو کمرے تھے۔ ساتھ ہی باتھ روم اور سائٹ پرکچن تھا۔ ہوٹل میں سامان وغیرہ رکھا تو ہم سب کو بھوک کا احساس ہوا تو بھائی جان اور مولانا یسین صاحب کھانا لینے چلے گئے۔ کچھ دیر بعد ان کی واپسی ہوئی تو دیکھا ان کے ہاتھ میں کچھ روٹیاں اور سالن کے چھوٹے سے ڈبے ہیں جب کھانا کھانے لگے تو بھوک ختم ہو گئی۔ بس کعبہ کے دیدار کو دل مچھنے لگا سب نے کھانے سے ہٹا لیا اور مسجد الحرام جانے کی تیاری کرنے لگے۔ بھائی جان نے سب کو کہا: کچھ دیر آرام کر لیں بعد از نماز ظہر عمرہ کر لیا جائے گا آپ سب تھک جائیں گے۔ لیکن دل میں تڑپ تھی اس لیے سب نے آرام کرنے سے انکار کر دیا یوں ہم نے وضو کیا اور مسجد الحرام کی طرف چل پڑے۔

مسجد الحرام

حضرت ابوذر سے حدیث مروی ہے کہ: ابوذر بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوچھا کہ زمین میں سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسجد حرام، میں نے کہا کہ اس کے بعد کون سی؟ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسجد اقصیٰ، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ ان دونوں کے درمیان میں کتنی مدت کا فرق ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چالیس برس۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا مسجد الحرام روئے زمین پر قائم ہونے والی پہلی مسجد ہے۔ کعبہ جو مسلمانوں کا قبلہ ہے مسجد الحرام کے تقریباً وسط میں قائم ہے۔

مسجد الحرام کی پہلی چار دیواری حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے 639ء میں کرائی تھی جبکہ 777ء میں مہدی کے دور میں مسجد کی تاریخ کی اس وقت کی سب سے بڑی توسیع ہوئی تھی جس کے گرد 1576ء میں عثمانی ترکوں نے سفید گنبدوں والے برآمدے بنائے تھے جو اکیسویں صدی تک موجود تھے۔ یہ چار دیواری بنانے کا سبب یہ تھا کہ لوگوں نے مکانات بنا کر بیت اللہ کو تنگ کر دیا اور اپنے گھروں کو اس کے بالکل قریب کر دیا تو عمر بن خطاب کہنے لگے: بلاشبہ کعبہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور پھر گھر کے لیے صحن کا ہونا ضروری ہے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان گھروں کو خرید کر منہدم کر کے اسے مسجد الحرام میں شامل کر دیا۔ تو اس طرح مسجد کے ارد گرد قد سے چھوٹی دیوار بنادی گئی جس پر چراغ رکھے جاتے تھے، اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی کچھ اور گھر خریدے جس کی قیمت بھی بہت زیادہ کی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسجد کی توسیع کرتے وقت ایک ستون والے مکان بنائے۔ حضرت ابن زبیر نے مسجد کی توسیع نہیں بلکہ اس کی مرمت وغیرہ کروائی اور اس میں دروازے زیادہ کیے اور پتھر کے ستون بنائے اور اس کی تزئین و آرائش کی۔ عبد الملک بن مروان نے مسجد کی چار دیواری اونچی کروائی اور سمندر کے راستے مصر سے ستون جدہ بھیجے اور جدہ سے اسے ریڑھی پر رکھ کر مکہ مکرمہ پہنچایا اور حجاج بن یوسف کو حکم دیا کہ وہ اسے وہاں لگائے۔ جب ولید بن عبد الملک مسند پر بیٹھا تو اس نے کعبہ کے تزئین میں اضافہ کیا اور پرنا لہ اور چھت میں کچھ تبدیلی کی، اور اسی طرح منصور اور اس کے بیٹے مہدی نے بھی مسجد کی تزئین و آرائش کی۔ آج کل مسجد کے کل 112 چھوٹے بڑے دروازے ہیں جن میں سب سے پہلا اور مرکزی دروازہ سعودی عرب کے پہلے فرمانروا شاہ عبدالعزیز کے نام پر موسوم ہے جس نے تیل کی دولت دریافت ہونے کے بعد حاصل ہونے والی مالی آسودگی اور ذرائع آمد و رفت مثلاً ہوائی جہازوں وغیرہ کی ایجاد سے ہونے والی آسانیوں سے حاجیوں کی تعداد میں بے پناہ اضافے کے بعد مسجد حرام میں تعمیر و توسیع کا ارادہ کیا تھا۔ اس کے انتقال کے بعد شاہ سعود کے دور میں مسجد کی تاریخ کی سب سے بڑی تعمیر شروع ہوئی اور سابق ترکی تعمیر کے برآمدوں کے پیچھے دو منزلہ عمارت بنی۔

اس تعمیر میں مختلف دروازے بنائے گئے تو مسجد کے جنوب کی طرف سے چار میں سے پہلا اور بڑا دروازہ بنایا گیا جس کا نام باب عبدالعزیز رکھا گیا۔ دوسرا بڑا دروازہ باب الفتح ہے جو شمال مشرق میں مروہ کے قریب ہے جہاں 12 جنوری 630ء کو فتح مکہ کے دن اسلامی لشکر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیر قیادت مسجد حرام میں داخل ہوا۔ تیسرا بڑا دروازہ باب العمرہ ہے جو شمال مغرب کی طرف ہے اور جہاں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپریل 629ء میں عمرے کی سعادت حاصل کی تھی جبکہ چوتھا بڑا دروازہ باب فہد ہے جو مغرب کی سمت ہے۔ ان کے علاوہ مختلف واقعات اور مقامات کی یاد میں مسجد کے دیگر دروازوں کے نام رکھے گئے ہیں۔ شاہ فہد بن عبدالعزیز کے زمانے میں تاریخ کی سب سے بڑی توسیع 1993ء میں مکمل ہوئی۔ مسجد الحرام میں کچھ دینی آثار بھی ہیں، جن میں مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہو کر بیت اللہ کی دیواریں تعمیر کرتے رہے اور اسی طرح مسجد میں زمزم کا کنواں بھی ہے جو ایسا چشمہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کے لیے نکالا تھا۔ اور اسی طرح یہ بھی نہیں بھولا جاسکتا کہ اس میں حجر اسود اور رکن یمانی بھی ہے جو جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں۔

مسجد الحرام کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے امن کا گہوارہ بنایا ہے اور اس میں ایک نماز ایک لاکھ کے برابر ہے۔ مسجد الحرام میں کعبہ کے جنوب مشرق میں تقریباً 21 میٹر کے فاصلے پر تہ خانے میں آب زمزم کا کنواں ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ علیہ السلام کے شیرخوار بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیاس بجھانے کے بہانے اللہ تعالیٰ نے تقریباً 4 ہزار سال قبل ایک معجزے کی صورت میں مکہ مکرمہ کے بے آب و گیاہ ریگستان میں جاری کیا جو وقت کے ساتھ سوکھ گیا تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب نے اشارہ خداوندی سے دوبارہ کھدوایا جو آج تک جاری و ساری ہے۔ آب زمزم کا سب سے بڑا دہانہ حجر اسود کے پاس ہے جبکہ اذان کی جگہ کے علاوہ صفا و مروہ کے مختلف مقامات سے بھی نکلتا ہے۔ 1953ء تک تمام کنوؤں سے پانی ڈول کے ذریعے نکالا جاتا تھا مگر اب مسجد حرام کے اندر اور باہر مختلف مقامات پر آب زمزم کی سبیلیں لگا دی گئی ہیں۔ آب زمزم کا پانی مسجد نبوی میں بھی عام ملتا ہے اور حجاج کرام یہ پانی دنیا بھر میں اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ (دک بیلڈ)

ہمارا پہلا عمرہ

دید اول

مسجد الحرام جاتے ہوئے بھائی جان ہمیں ہدایات دیں اور کہا کہ ہم باب العمرہ سے داخل ہونگے وہاں سے کعبہ پر نظر صحیح پڑتی ہے۔ آخر وہ وقت بھی آن پہنچا جس کا سب کو انتظار تھا ہم نے مسجد الحرام میں قدم رکھا۔ ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آیا اس نے روح تک پورے جسم کو معطر کر دیا ہم آنکھیں نیچے کرتے ہوئے چل پڑے سب برداشت سے باہر ہو رہا تھا کہ آنکھیں اٹھا کر مسجد الحرام اور کعبہ کی زیارت کی جائے لیکن بھائی جان نے ہدایت کی تھی جب تک نہ کہوں اس وقت تک نظریں مت اٹھانا۔ عجیب سی کیفیت تھی ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے، دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہیں تھیں آنکھوں سے آنسو چھلک رہے تھے۔ نظریں نیچے کیے چلتے ہوئے مطاف میں پہنچے تو بھائی جان کی آواز کانوں میں پڑی آنکھیں اٹھا کر دیکھو اور دعا کرو دھڑکتے دل اور نرم آنکھوں کے ساتھ جب نظریں اٹھائیں تو کعبہ سامنے تھا عنقریب میرے منہ سے چیخ نکلتی میں نے اپنے آپ کو سنبھالا جس کعبہ کی زیارت کی تڑپ بچپن سے دل میں تھی جس کعبہ کو دیکھنے کے لیے میں دعائیں کرتا تھا آج وہ لمحہ میرے سامنے تھا۔ عجب منظر تھا کڑکتی ہوئی دھوپ میں کوئی طواف کر رہا تھا کوئی کسی مریض کو وہیل چیر پر عمرہ کر رہا تھا۔ کوئی دعائیں مانگ رہا تھا۔ کوئی زم زم پی رہا تھا۔ کوئی حجاج اکرام کو کڑکتی ہوئی دھوپ میں زم زم کو پلا رہا تھا۔ کوئی نماز ادا کر رہا تھا اس منظر کو دیکھ کر مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔

بیت اللہ شریف

خانہ کعبہ مسجد الحرام کے وسط میں واقع ایک واقع ہے، جو مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ یہ دین اسلام کا مقدس ترین مقام ہے۔ صاحب حیثیت مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے۔

خانہ کعبہ کے اندر تین ستون اور دو چھتیں ہیں۔ کعبہ کے اندر رکن عراقی کے پاس باب توبہ ہے جو المونیم کی 50 سیڑھیاں ہیں جو کعبہ کی چھت تک جاتی ہیں۔ چھت پر سوا میٹر کا شیشے کا ایک حصہ ہے جو قدرتی روشنی اندر پہنچاتا ہے۔ کعبہ کے اندر سنگ مرمر کے پتھروں سے تعمیر ہوئی ہے اور قیمتی پردے لٹکے ہوئے ہیں جبکہ قدیم ہدایات پر مبنی ایک صندوق بھی اندر رکھا ہوا ہے۔ کعبہ کی موجودہ عمارت کی آخری بار 1996ء میں تعمیر کی گئی تھی اور اس کی بنیادوں کو نئے سرے سے بھرا گیا تھا۔ کعبہ کی سطح مطاف سے تقریباً دو میٹر بلند ہے جبکہ یہ عمارت 14 میٹر اونچی ہے۔ کعبہ کی دیواریں ایک میٹر سے زیادہ چوڑی ہیں جبکہ اس کی شمال کی طرف نصف دائرے میں جو جگہ ہے اسے حطیم کہتے ہیں اس میں تعمیری ابراہیمی کی تین میٹر جگہ کے علاوہ وہ مقام بھی شامل ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے رہنے کے لیے بنایا تھا جسے باب اسماعیل کہا جاتا ہے۔

حطیم جسے حجر اسماعیل بھی کہا جاتا ہے، خانہ کعبہ کے شمال کی سمت ایک دیوار ہے جس کے باہر سے طواف کیا جاتا ہے۔ اس دیوار کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ خانہ کعبہ میں شامل تھی۔ حطیم کی اونچائی 30 انچ (90 سینٹی میٹر) ہے اور چوڑائی 5.1 میٹر (9.4 فٹ) ہے۔

کعبہ شریف میں داخل ہونے کے لیے صرف ایک دروازہ ہے جسے باب کعبہ کہا جاتا ہے۔ باب کعبہ زمین یا حرم کے فرش سے 13.2 میٹر اوپر ہے۔ یہ دروازہ کعبہ شریف کے شمال-مشرقی دیوار پر موجود ہے اور اس کے قریب ترین دہانے پر حجر اسود نصب ہے جہاں سے طواف کی ابتدا کی جاتی ہے۔ 1942ء سے پہلے پہلے باب کعبہ کس نے تیار کیا اور کیسے تیار کیا اس کا تاریخ میں زیادہ تذکرہ نہیں ملتا۔ تاہم 1942ء میں ابراہیم بدر نے چاندی کا بنایا تھا، اس کے بعد 1979ء میں ابراہیم بدر کے بیٹے احمد بن ابراہیم بدر نے خانہ کعبہ کا سنہرہ دروازہ بنایا۔ یہ سنہرہ دروازہ تقریباً 300 کلوگرام سونے سے تیار کیا گیا تھا۔ خانہ کعبہ کی چھت پر لگا پرنا لہ جس سے بارش کا پانی کعبے کی چھت سے حطیم میں گرتا ہے۔ یہ پرنا لہ سونے کا بنا ہوا ہے۔ اس پرنا لہ کو عربی میں 'میزاب رحمت' کہتے ہیں۔

رکن یمانی خانہ کعبہ کے جنوب مغربی کونے کو کہتے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رکن یمانی اور حجر اسود دونوں جنت کے دروازے ہیں (ماخوذ تاریخ مکة المکرمہ ج: 2، ص: 227)

رب سے راز و نیاز

دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اللہ کے حضور دعا کرنے لگا کیونکہ یہی قبولیت کی گھڑی تھی، نظریں بیت اللہ پر تھیں آنکھیں نم تھیں، دل اس رب ذوالجلال کا شکر بجالا رہا تھا جس نے یہاں آنے کی توفیق بخشی، جس نے برسوں کی تمنا کو پورا کیا، جس نے اپنے گناہ گار بندے پر کرم کیا۔ خوب رورو کر اپنے لیے خوب دعائیں کیں اپنے، والدین کے لیے، اساتذہ کے لیے، بھائیوں کے لیے، دوست و احباب کے لیے، رشتہ داروں کے لیے بلکہ سب کے لیے جتنی دعائیں کر سکتا تھا کیں اور ساتھ ساتھ اپنے رب کا شکر بھی ادا کیا۔

دعا سے فراغت کے بعد بھائی جان نے مجھے کہا میں کرسی لاتا ہوں اس پر بیٹھ آپ کو عمرہ کراؤں گا میں نے یہ کہتے ہوئے منع کر دیا کہ اپنے پاؤں پر ہی طواف کروں گا چاہے جو مرضی ہو جائے بس خود چل کے طواف کروں گا بھائی جان نے سمجھاتے ہوئے کہا تم لاٹھی کے سہارے چلتے ہو تنگی ہوگی یہ عمرہ کرسی پر کر لو اگلا عمرہ بغیر کرسی کے کر لینا لیکن میں بضد رہا تو بھائی جان نے اجازت دے دی اور ہدایت کی اول تو ہم ساتھ ساتھ طواف کریں گے اگر کہیں آگے پیچھے ہو گئے تو صفا مروہ والی لائن میں میرا انتظار کرنا۔ اگر میں پہلے فارغ ہو گیا تو میں وہاں تمہارا انتظار کروں گا اگر تم پہلے فارغ ہو گئے تو تم میرا انتظار کرنا۔ میں نے حامی بھری اس کے بعد ہم سب زم زم کی طرف بڑھے کیونکہ گرمی کافی تھی اور پیاس کا احساس ہو رہا تھا ہم سب نے خوب سیر ہو کر زم زم پیسا اور کعبہ کی طرف بڑھتے ہوئے طواف شروع کر دیا۔

زم زم

زم زم کا پانی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے شیر خوار بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیاس بجھانے کے بہانے اللہ تعالیٰ نے تقریباً 4 ہزار سال قبل ایک معجزے کی صورت میں مکہ مکرمہ کے بے آب و گیاہ ریگستان میں جاری کیا جو آج تک جاری ہے۔

چاہہ زم زم مسجد الحرام میں خانہ کعبہ کے جنوب مشرق میں تقریباً 21 میٹر کے فاصلے پر تہ خانے میں واقع ہے۔ یہ کنواں وقت کے ساتھ سوکھ گیا تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب نے اشارہ خداوندی سے دوبارہ کھدوایا جو آج تک جاری و ساری ہے۔ آب زم زم کا سب سے بڑا دہانہ حجر اسود کے پاس ہے جبکہ اذان کی جگہ کے علاوہ صفا و مروہ کے مختلف مقامات سے بھی نکلتا ہے۔ 1953ء تک تمام کنوؤں سے پانی ڈول کے ذریعے نکالا جاتا تھا مگر اب مسجد حرام کے اندر اور باہر مختلف مقامات پر آب زم زم کی سبیلیں لگا دی گئی ہیں۔

آب زمزم کا پانی مسجد نبوی میں بھی عام ملتا ہے اور حجاج کرام یہ پانی دنیا بھر میں اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ جناب عبدالمطلب کے زمانے میں چاہ زم زم کی کھدائی کے بعد سے لے کر اب تک اس کنویں کی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی میں تبدیلی نہیں لائی گئی ہے۔ یعنی یہ آج تک 18 فٹ لمبا، 14 فٹ چوڑا اور تقریباً 5 فٹ گہرا ہے۔ مکہ کا شہر جس وادی میں ہے وہ چاروں طرف سے گرینائٹ چٹانوں والے پہاڑوں میں گھری ہوئی ہے۔ حرم شریف (مسجد الحرام) وادی میں سب سے نچلے مقام پر ہے۔ خانہ کعبہ اور مسجد الحرام سمیت پورا شہر مکہ، ریت اور گاد کی تہ (sand and silt formation) پر واقع ہے۔ جس کی گہرائی 50 سے 100 فٹ تک ہے اور جس کے نیچے آتشی چٹانوں کی ایک تہ پھیلی ہوئی ہے۔ چاہ زم زم بھی ریت/گاد کی اسی تہ پر واقع ہے اور اس میں پانی کی سطح، اطراف کی زمین سے 40 تا 50 فٹ کی گہرائی پر ہے۔

جدید طبی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ آب زمزم میں ایسے اجزاء معدنیات اور نمکیات موجود ہیں جو انسان کی غذائی اور طبی ضروریات کو بڑے اچھے طریقے سے پورا کرتے ہیں حکومت سعودی عرب نے اس بات کا اہتمام کر رکھا ہے کہ ہر چار گھنٹے بعد زم زم کے پانی کا جدید ترین لیبارٹریوں میں ہر لحاظ سے معائنہ کیا جاتا ہے۔ ان تحقیقات کے نتیجے میں آب زم زم کے بارے میں بے شمار انکشافات ہو رہے ہیں۔ آب زم زم کی کیمیائی تحقیقات اور طبی مطالعے سے معلوم ہوا ہے کہ اس میں وہ اجزاء شامل ہیں جو معدہ جگر، آنتوں اور گردوں کے لیے بالخصوص مفید ہیں۔

ابن الصاحب المصری کہتے ہیں کہ میں نے آب زم زم کا وزن مکہ کے ایک چشمہ کے پانی سے کیا تو میں نے زم زم کو اس سے ایک چوتھا حصہ وزنی پایا۔ پھر میں نے میزان طب کے حساب سے دیکھا تو اس کو تمام پانیوں سے طبی اور شرعی لحاظ سے افضل پایا۔

طوافِ کعبہ

بھائی جان والدہ محترمہ کو لیے ہوئے آگے بڑھ گئے اور مجھ سے کہا بھائی جان مولانا یسین صاحبؒ کے ساتھ رہنا کیونکہ وہ بھی دل کے مریض ہیں اس لیے وہ آہستہ چل رہے تھے تو میں بھی ان کے ساتھ ہولیا اور طوافِ کعبہ شروع کر دیا۔ طواف کے دوران عجب کیفیت تھی زبان پر دعائیں تھیں سامنے بیت اللہ تھا۔ طواف کے دوران طبیعت ہلکی پھلکی ہو گئی۔ طواف کے دوران بھائی جان مولانا یسین صاحبؒ مجھے کہتے رہے اگر تھک گئے ہو تو بیٹھ جاتے ہیں باقی طواف آرام کے بعد کر لینگے لیکن میں نے کہا تھکن کا احساس نہیں ہو رہا طواف مکمل کر لیتے ہیں۔ طواف کے دوران میں سوچنے لگا وہ کیسا وقت ہو گیا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور اماں ہاجرہ کو یہاں چھوڑا اور پھر اللہ کے حکم سے دونوں باپ بیٹوں نے اس گھر کی تعمیر کی۔ اس کے بعد تاریخ اسلام جو کچھ پڑھی تھی۔ وہ ساری ذہن میں گردش کرنے لگی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ والی زندگی میرے آنکھوں کے سامنے آ گئی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہ واقعہ یاد آ گیا جب اسلام لائے تو کچھ دیر بعد صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے گھروں کو جانے لگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یہ سب کہاں جا رہے ہیں۔؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کفار ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ ہمیں مسجد الحرام میں نماز نہیں پڑھنے دیتے اس لیے سب اپنے گھروں میں نماز پڑھنے جا رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر (رضی اللہ عنہ) کے اسلام لانے کا کیا فائدہ آج ہم مسجد الحرام میں نماز پڑھیں گے اور اعلان فرما دیا اگر کسی نے اپنی بیوی کو بیوہ کرانا ہو یا کسی نے اپنے بچوں کو یتیم کرانا ہو وہ عمر (رضی اللہ عنہ) کے سامنے آئے آج ہم نماز مسجد الحرام میں ادا کریں گے۔ تاریخ گواہ ہے اس دن مسلمانوں نے مسجد الحرام میں نماز ادا کی اور وہ کیا منظر ہو گا جب آقا نادر صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں صحابہ اکرام یہاں نماز ادا کرتے ہونگے۔

وہ کیا منظر ہوگا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں طواف کرتے ہونگے، وہ کیا منظر ہوگا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حضور دعا مانگتے ہونگے، کتنی خوش قسمت ہے یہ جگہ جہاں انبیاء اکرام علیہم السلام کے قدم پڑے ہونگے، کیا منظر ہوگا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے حضرت ہاجرہ اور ننھے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اس مقدس سرزمین پر چھوڑا، کیا منظر ہوگا وہ جب حضرت اسماعیل پیاس سے روئے ہونگے اور حضرت ہاجرہ پانی کے لیے صفامروہ پر دوڑی ہونگی، کیا وہ منظر ہوگا جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدم مبارک والی جگہ سے اللہ کے حکم سے چشمہ جاری ہوا ہوگا، اور کتنی خوش نصیب تھی یہ سرزمین جس پر انبیاء اکرام علیہم السلام نے سجدے کیے ہونگے، صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہ اجمعین، تابعین تبع تابعین ائمہ مجتہدین علماء صلحاء اکابرین نے جب رب سے راز و نیاز ہوگی کیا وہ منظر ہوگا اور آج اس مبارک سرزمین پر رب کائنات نے مجھ گناہگار خطاکار اور ناچیز کو اس سرزمین پر طواف کی توفیق بخشی تھی جسے میں اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔ دعاؤں، التجاؤں اور دل شکر بجالاتے ہوئے نم آنکھوں اور رب کائنات کا شکر بجالاتے ہوئے اس کی توفیق سے الحمد للہ طواف کو احسن طریقے سے مکمل کرنے کی سعادت حاصل کی۔ طواف کعبہ کے بعد میں نے مقام ابراہیم علیہ السلام پر دو رکعت نماز نفل ادا کی اور دعا میں مشغول ہو گیا۔

مقام ابراہیم

مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جو بیت اللہ کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پتھر پر کھڑے ہو کر کعبہ کی تعمیر فرمائی تھی۔ مقام ابراہیم خانہ کعبہ سے تقریباً سو 13 میٹر مشرق کی جانب قائم ہے۔ 1967ء سے پہلے اس مقام پر ایک کمرہ تھا مگر اب سونے کی ایک جالی میں بند ہے۔ اس مقام کو مصلے کا درجہ حاصل ہے اور امام کعبہ اسی کی طرف سے کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھاتے ہیں۔ طواف کے بعد یہاں دو رکعت نفل پڑھنے کا حکم ہے۔

آبِ حیات

اسی دوران تاجا جان میرے پاس آگئے اور کہا باقی کہاں ہیں؟ میں نے کہا طواف میں سب ایک دوسرے سے الگ ہو گئے تھے سب طواف کے بعد صفا مروۃ پر جمع ہو جائینگے یہ کہتے ہوئے ہم زم زم کی طرف بڑھ گئے تاکہ زم زم پی کر صفا مروۃ پر چلتے ہیں جہاں سب انتظار کر رہے ہونگے۔ اور ہم دونوں زم زم کی طرف بڑھ گئے آگے جا کر دیکھا تو بھائی جان مولانا یسین صاحب بھی زم زم نوش فرما رہے ہیں میں آگے بڑھا گلاس میں زم زم ڈالا تا جانا کو دیا پھر اپنے لیے ایک گلاس بھرا اور پی لیا۔ اور الحمد للہ ایسا سکون اور روحانیت نصیب ہوئی جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

زم زم کی جگہ عجیب سماں تھا کوئی زم زم سر پر ڈال رہے تھا کوئی بیمار تھا تو وہ اپنی بیماری والی جگہ پر زم زم لگا رہا تھا ہر آدمی اپنے معمولات میں مگن تھا۔ ہر رنگ نسل کے لوگ صرف اپنے رب کو راضی کرنے کے لیے راز و نیاز کر رہے تھے۔ اس کی دربار میں سب ایک تھے کوئی رنگ کا کالا ہے، کوئی گورا ہے، کوئی چھوٹا ہے، کوئی بڑا ہے، کوئی امیر ہے، کوئی غریب ہے بس ہر کوئی اپنی استطاعت کے مطابق اس کے حضور مانگ رہا تھا اپنی غلطی کوتاہیوں پر نادم تھا اور معافی کا طلب گار تھا کیونکہ یہی وہ در تھا جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور یہی وہ دروازہ ہے جہاں بڑے بڑے بادشاہ بھی سرسجدہ میں رکھ کر اس کی حمد و ثناء بیان کرتے ہیں، بس ایک عجیب سا سماں تھا۔ زم زم پینے کے بعد بھائی جان مولانا یسین صاحب نے مجھ پر زم زم ڈال دیا۔ جیسے ہی زم زم مجھ پر آیا تو ایک عجیب سا احساس میرے جسم میں دوڑ گیا۔ اس وقت مجھے ایسی روحانیت کا احساس ہوا کہ سب بھول گیا بلکہ سرور آ گیا۔ اس کے بعد کعبہ کی طرف منہ کر کے اپنے لیے اور دنیا کی تمام بیماروں کے لیے شفاء کی دعاء مانگی۔ اس کے بعد صفا مروہ جانے کی طرف جانے کے لیے چلا ہی تھا کہ آگے سے بھائی جان آتے ہوئے دکھائی دیے بھائی جان نے قریب آ کر پوچھا کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟

میں نے کہا الحمد للہ ثم الحمد للہ بڑے احسن طریقے سے طواف کیا ہے اور پرسکون ہو کر کیا ہے کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ اس کے بعد بھائی جان نے کہا سعی کرنے کی کیا ترتیب بنائی ہے میں نے کہا جیسے طواف کیا ہے اسی طرح سعی بھی کروں گا۔ سب سمجھانے لگے تمہیں تکلیف ہے طواف کر لیا ہے اب سعی کرسی پر کر لو لیکن میں نے کہا کہ اللہ مالک ہے اس نے طواف کرادیا کوئی تکلیف نہیں پہنچی آگے امید کرتا ہوں سعی میں بھی احسن طریقے سے ہو جائے گی ان شاء اللہ اس کے بعد ہم صفا مروہ کی جانب روادواں ہو گئے۔

صفا و مروہ

صفا و مروہ دو پہاڑیوں کے نام ہیں جو مکہ میں خانہ کعبہ کے پاس واقع ہیں ان دو پہاڑیوں کے درمیان حج اور عمرہ کے موقع پر حاجی سات چکر لگائے ہیں اسے سعی کہتے ہیں۔ صفا و مروہ کے درمیان ہی اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ پانی کی تلاش میں سعی (بھاگ دوڑ) کرتی رہی تھیں اور انہی کی یاد تازہ کرنے کے لیے حاجی ان دونوں کے درمیان سعی کرتے ہیں۔

صفا و مروہ کی سعی

جب ہم صفا مروہ کی طرف گئے وہاں جا کر کعبہ کی طرف منہ کر کے دعا کی دعا کے بعد سعی کرتے ہوئے صفا سے مروہ کی طرف بڑھ گئے اسی دوران میرے پاؤں میں کافی تکلیف شروع ہو گئی چلنا مشکل ہو گیا تھکاوٹ بھی کافی تھی لیکن اللہ کا نام لیکر چلنا شروع کر دیا جب میں مروہ کے قریب پہنچا تو درد کافی شدت اختیار کر گیا۔ تو میں چند منٹ وہیں بیٹھا رہا اور سوچتا رہا۔ کیا منظر ہوگا اس وقت جب اسماعیل علیہ السلام پیاس سے ایڑیاں رگڑ رہے ہوں گے۔ اور اماں ہاجرہ پانی کی تلاش میں کبھی صفا کی طرف دوڑ لگاتی ہوگی تو کبھی مروہ کی طرف۔ ابھی یہی سوچ رہا تھا بھائی جان نے کہا: کہاں کھو گئے ہو چلو اب مروہ کی طرف میں نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن درد کی وجہ سے نہ اٹھ سکا۔

خیر بھائی جان نے اٹھایا اور میں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے صفا کی طرف بڑھ گیا۔ جب صفا کی قریب پہنچا تو دروازہ اور تھکاوت میں اضافہ ہو گیا۔ جب کعبہ کی طرف نظر پڑی تو دل میں ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور سعی کو احسن طریقے سے مکمل کرنے کا جذبہ دل میں مزید پیدا ہو گیا جب میں صفا سے مروہ جاتا تو کچھ دیر مروہ پر ہی بیٹھ جاتا۔ اور جب صفا پر جاتا تو کچھ دیر صفا پر ہی بیٹھ جاتا اس کے بعد صفا کی طرف آتا اور کچھ دیر صفا پر بیٹھ کر مروہ کی طرف بڑھ جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے مدد و نصرت فرمائی الحمد للہ اللہ کے فضل و کرم سے میں اپنا پہلا عمرہ احسن طریقے سے مکمل کیا۔

عمرہ مکمل کرنے کے بعد ہم ہوٹل واپس آ گئے اور میں نیم بیہوشی کی حالت میں تھا، تھکاوت کافی ہو چکی تھی آتے ساتھ ہی بستر پر دراز ہوا تو فوراً ہی نیند کی وادیوں میں چلا گیا اور صبح نماز تہجد کے قریب بڑی مشکل سے بھائی جان نے جگایا۔ اور بتایا رات کو بھی تمہیں جگاتا رہا تھا لیکن تمہیں کوئی ہوش نہیں تھا اس لیے تمہیں تنگ نہیں کیا اب اٹھو حلق کرواؤ اور احرام کھول کر غسل کر کے تازہ دم ہو جاؤ۔ پھر تہجد اور نماز فجر ادا کرنے کے لیے مسجد الحرام جانا ہے۔ میں اٹھ اٹھا حلق کر لیا۔ گرم پانی سے غسل کیا حالانکہ اس وقت مکہ میں بڑی شدید گرمی تھی اس کے باوجود میں نے خوب گرم پانی سے غسل کیا۔ احرام اتار کر کپڑے پہنے اور ہم مسجد الحرام کی طرف چل پڑے۔ راستے میں دیکھا ہر کوئی حرم کی طرف بھاگ رہا ہے بازار جو کھلے تھے وہ آہستہ آہستہ بند ہو رہے تھے کیونکہ نماز کا وقت قریب تھا اس لیے تمام بازار بند ہو رہا تھا اور تمام لوگ مسجد کی طرف رواں دواں تھے۔ ہم مسجد الحرام پہنچے اور باب ملک عبدالعزیز آل سعود سے مسجد میں داخل ہوئے۔ اور سیدھا مطاف (جہاں طواف کیا جاتا ہے) پہنچے۔ وہاں بھی ایک عجیب نظارہ تھا کوئی طواف کر رہا تھا، کوئی نماز پڑھ رہا تھا، کوئی گڑگڑا کر دعا مانگ رہا تھا، کوئی طواف کر کے واپس جا رہا تھا، کوئی قافلوں میں شکل میں طواف کر رہا تھا۔ ہم بھی وہیں بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد فجر کی اذان دی گئی اس کے بعد مسجد الحرام کے مشہور امام شیخ عبداللہ عواد الجوهنی حفظہ اللہ کی امامت میں نماز فجر ادا کی۔ نماز کے بعد ہم مطاف میں ہی بیٹھے رہے ذکر و اذکار کیے اس کے بعد اشراق کی نماز ادا کر کے بھائی جان نے مجھے ہوٹل چھوڑا اور خود ناشتہ لینے چلے گئے۔

ہمارا دوسرا عمرہ

ناشتہ سے فراغت کے بعد ہم کچھ دیر آرام کرنے کے لیے لیٹ گئے۔ کچھ دیر آرام کے بعد نماز ظہر کے قریب مسجد الحرام آگئے۔ نماز ظہر ادا نیگی کے بعد طواف کیا تلاوت قرآن کی اس کے بعد رات کو عشاء کی نماز تک یہی معمول چلتا رہا۔ رات کو دس بجے مسجد سے ہوٹل آئے بھائی جان کھانا لے آئے کھانا کھا کر سو گئے پھر تہجد ٹائم جاگے وضو کیا اور مسجد الحرام کی طرف چل پڑے نماز فجر ادا کی اس کے بعد ذکر کیے اشراق کی نماز پڑھی اور ہوٹل آ کر ناشتہ کیا ناشتہ کے بعد آج دوسرا عمرہ کیا جائے سب نے مشورہ سے اتفاق کیا اور دوسرے عمرہ کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ سب نے اپنا احرام لیا اور ہوٹل سے باہر آ گئے وہاں سے ٹیکسی لیکر مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف رواں دواں ہوئے تاکہ وہاں سے دوسرے عمرہ کا احرام باندھ کر دوسرا عمرہ ادا کیا جائے۔ دس پندرہ منٹ بعد ہم مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا پہنچے۔ مسجد کے متصل حجاج اکرام کے لیے خوبصورت غسل خانے بنائے گئے ہیں تاکہ زائرین یہاں پر غسل کر کے احرام باندھیں، ہم نے بھی غسل کیا احرام باندھا اور مسجد کے ہال میں آ گئے۔ مسجد کے ہال میں بیٹھ کر کچھ دیر تلاوت کی اس دوران ظہر کی اذان ہوئی ہم نے ظہر کی نماز مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا میں ادا کی۔ اس کے بعد عمرہ کی نیت کی نیت کرنے کے بعد دعا کی اور وین پر مسجد الحرام کی طرف روانہ ہوئے۔ وین والے نے ہمیں باب السلام کی طرف اتارا جہاں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت والی جگہ ہے۔ جس جگہ میں کھڑا تھا وہاں ابو جہل کا گھر تھا اب وہاں حکومت نے باتھ روم بنادیے ہیں۔

اس کے بعد ہم باب السلام سے داخل ہوئے یہ راستہ صفا مروہ کے اوپر سے ہوتے ہوئے باب الفتح کی طرف جاتا ہے۔ ہم باب الفتح پہنچے باب الفتح سے مسجد الحرام میں داخل ہوئے۔ کعبہ شریف کے سامنے جا کر اپنے رب سے خوب دعائیں مانگیں اور طواف کی نیت کر کے طواف شروع کر دیا۔ رور و کر طواف مکمل کیا اور اللہ کا شکر بھی ادا کرتا رہا اس کے بعد میں نے دو رکعت نماز مقام ابراہیم علیہ السلام پر ادا کی اس کے بعد زم زم کی طرف چلا گیا خوب سیر ہو کر زم زم پیا اس کے بعد بھائی جان کی طرف آ گیا اور ہم نے فیصلہ کیا آج سعی جو ہے وہ دوسری منزل پے کی جائے گی۔ کیونکہ وہاں رش کم ہوتا تھا جیسے ہی ہم سعی کے لیے جانے لگے تو بھائی جان نے اس جانب توجہ دلائی کہ تمہیں اللہ نے شفاء عطا فرمادی تم ٹھیک طریقے سے چل پارہے ہو آنکھوں سے شکر کے آنسو چھلک پڑے کہ جو تمنا لیے یہاں آیا تھا اللہ تعالیٰ نے وہ تمنا پوری کرتے ہوئے شفاء عطا فرمادی والدہ نے سر پر ہاتھ رکھا اور دعاؤں سے نوازا، یہ لمحہ میرے لیے بہت حسین لمحہ تھا بدن پر احرام تھا نظروں کے سامنے بیت اللہ تھا والد صاحب کی دعائیں تھیں سر پر والدہ کا ہاتھ تھا بھائیوں کا ساتھ تھا اور رب ذوالجلال کا بندہ گناہ گار پر کرم تھا جتنا اپنے رب کا شکر ادا کرتا کم تھا بہر حال نماز عصر کا وقت قریب تھا اس لیے ہم سعی کے لیے بذریعہ لفٹ دوسری منزل پر گئے دعا کی اور سعی شروع کر دی۔

عظیم سجدہ

سعی کے دوران نماز عصر کی اذان ہوئی اچانک دوسری منزل پے رش ہونا شروع ہو گیا۔ ہم نے کہا سعی جاری رکھتے ہیں جہاں نماز کی صفیں بنیں گی وہیں نماز ادا کر لیں گے۔ لگ بھگ پندرہ منٹ بعد مسجد میں تکبیر کہی گئی اور نماز مسجد الحرام کے مشہور امام شیخ ماہر المعینی حفظہ اللہ کی امامت میں نماز ادا کرنا شروع کی۔ دل میں جزبہ پیدا ہوا آج اللہ نے شفا بخشی کھڑے ہو کر نماز ادا کروں اور اس پاک سرزمین پر سر سجدہ میں رکھ دوں۔

جزبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ہاتھ میں پکڑی ہوئی لاٹھی میں نے زمین پر رکھی اور بھائی جان مولانا یسین صاحب کے ساتھ نماز کی نیت باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد امام صاحب نے رکوع جب میں رکوع میں جھکنے لگا تو کافی تکلیف محسوس ہوئی لیکن میں تکلیف کی پرواہ نہ کرتے ہوئے رکوع میں چلا گیا اس کے بعد جب سجدہ کی باری آئی تو میرے آنکھوں میں آنسوؤں آگئے کیونکہ یہ گناہ گار آج اس پاک و بابرکت سرزمین گزشتہ 2 یا تین سالوں کے بعد پہلی بار اپنی پیشانی کو زمین پر رکھ کر خدا تعالیٰ کو سجدہ کر کے اس کی حمد و ثناء بیان کر رہا تھا۔ (کیونکہ بیماری کی وجہ سے سجدہ نہیں کر پاتا تھا۔) اور وہ سجدہ بھی مسجد الحرام جیسی مسجد میں اور بلکل کعبہ شریف کے سامنے جیسے ہی سجدہ میں گیا پھوٹ پھوٹ کر رو دیا اور شکر ادا کیا کہ واہ میرے مالک کہاں سے اپنے گھر بلایا اور طواف کے دوران شفا دی اور شفا کے بعد اس پاک سرزمین پر حالت احرام و نماز میں پہلے سجدہ کی توفیق عطا فرمائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد مولانا یسین صاحب نے مبارک باد دی کہ آپ کو اللہ نے شفا بخش دی جس لیے تم آئے تھے، جو تڑب لیے یہاں حاضری تھی رب تعالیٰ نے اس تڑپ کو پورا کر دیا دعا کرو اللہ پاک مجھے بھی صحت دیں میں نے کہا ان شاء اللہ اللہ پاک آپ کی مراد بھی ضرور پوری کرے گا۔ بہر حال دل شکر اور خوشی کے ساتھ معمور تھا اسی کے ساتھ ہم نے سعی کو مکمل کیا اور مغرب سے پہلے الحمد للہ اللہ کی توفیق سے دوسرا عمرہ مکمل کیا۔ عمرہ کی ادائیگی کے بعد بھائی جان اور تایا جان ہوٹل واپس چلے گئے مجھ سے پوچھا یہاں رہنا چاہتے ہو یا ہوٹل چلو گے بھائی جان مولانا یسین صاحب یہیں رک رہے ہیں میں نے کہا تو میں نے بھائی جان سے کہا میں بھی یہیں رکنا چاہتا ہوں بھائی جان نے کہا ہم ہوٹل جا رہے ہیں حلق کر کے کپڑے تبدیل کر کے آجائیں گے۔ اس کے بعد بھائی جان مولانا یسین صاحب اور میں نیچے آگئے ایک ستون کے ساتھ بیٹھ گئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہا یہاں تک کہ مغرب کا ٹائم ہو گیا۔ مغرب کی نماز کی امامت شیخ عبدالرحمن بن عبدالعزیز السدیس حفظہ اللہ نے کرائی۔

شیخ نے نماز میں بہت رلایا خود بھی بہت روئے نماز کے بعد مسجد میں جنازے لائے گئے جتنے دن ہم حرم میں رہے شاید ایسی کوئی نماز گزری ہو جسمیں ہم نے جنازہ نہ پڑھا ہو۔ اسی طرح مغرب کے بعد بھی اذکار جاری رکھے عشاء کی نماز کے بعد ہم ہوٹل آ گئے۔ حلق کرایا احرام کھولا غسل کیا کھانا کھایا اور سو گئے۔ صبح تہجد سے پہلے حرم پہنچے تہجد کی اذان دی گئی۔ (حرم میں تہجد سے قبل اذان دی جاتی ہے۔) ہم نے طواف شروع کر دیا طواف سے فارغ ہوئے تو فجر کی اذان کا وقت ہو چکا تھا کچھ دیر بعد فجر کی اذان ہوئی۔ نماز ادا کی اس کے بعد تلاوت کی اشراق پڑھ کے ہوٹل آ گئے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ قریب آ رہا ہے!

مدینہ روانگی

ہوٹل آنے کے بعد ناشتہ کیا ناشتہ کے بعد بھائی جان نے بتایا جلدی سے تیاری کر لو مدینہ منورہ جانا ہے۔ میں نے جلدی سے غسل کیا کپڑے پہنے خوشبو لگائی سرمہ لگایا اور نیچے آ گیا۔ ہوٹل کے مین گیٹ پر بس تیار کھڑی تھی بس میں سوار ہوئے اور کچھ دیر بعد ہمارا قافلہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا۔ مدینہ منورہ جاتے ہوئے راستہ میں میں ان پہاڑوں کو دیکھتا رہا جو مجھے نظر آ رہے تھے اور سوچتا رہا آج اتنے ویران لگ رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کیسے لگتے ہونگے۔ اور وہ کیسا منظر ہوگا جب انہی راستوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین گزرتے ہونگے۔ اور میں ان پہاڑوں پر فخر کر رہا تھا کہ کتنے خوش نصیب ہیں یہ پہاڑ اور یہ میدان کہ انہی پر دو جہانوں کے سردار آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ گزرتے ہونگے۔ اور ساتھ ساتھ درود شریف کا ورد بھی کرتا رہا۔ ایک عجیب سے تڑپ تھی جو مجھے مدینہ منورہ کی طرف کھینچ رہی تھی۔ اور ساتھ میں جنید جمشید کی نعت کا یہ شعر بھی گننا رہا تھا

”فرشتویہ دے دو پیغام ان کو کہ خادم تمہارا قریب آ رہا ہے۔“

چار پانچ گھنٹے کے سفر کے بعد ہم مدینہ پہنچے۔ ہوٹل میں سمان رکھا اور غالباً نماز عصر کے لیے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل پڑے۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مسجد نبوی سعودی عرب کے شہر مدینہ منورہ میں قائم اسلام کا دوسرا مقدس ترین مقام ہے۔ اسلام میں حرم المکی کے بعد سب سے زیادہ اہمیت حرم النبوی کو حاصل ہے۔

مسجد الحرام کے بعد دنیا کی سب سے اہم مسجد ”مسجد نبوی“ کی تعمیر کا آغاز 18 ربیع الاول سنہ 1ھ کو ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت کے فوراً بعد اس مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور خود بھی اس کی تعمیر میں بھرپور شرکت کی۔ مسجد کی دیواریں پتھر اور اینٹوں سے جبکہ چھت درخت کی لکڑیوں سے بنائی گئی تھی۔ مسجد سے ملحق کمرے بھی بنائے گئے تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اہل بیت اور بعض اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے مخصوص تھے۔

مسجد نبوی جس جگہ قائم کی گئی وہ دراصل دو یتیموں کی زمین تھی۔ ورثاء اور سرپرست اسے ہدیہ کرنے پر بضد تھے اور اس بات کو اپنے لیے بڑا اعزاز سمجھتے تھے کہ ان کی زمین شرف قبولیت پا کر مدینہ منورہ کی پہلی مسجد بنانے کے لیے استعمال ہو جائے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا معاوضہ وہ زمین قبول نہیں فرمایا، دس دینار قیمت طے پائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کی ادائیگی کا حکم دیا اور اس جگہ پر مسجد اور مدرسہ کی تعمیر کا فیصلہ ہوا۔ پتھروں کو گارے کے ساتھ چن دیا گیا۔ کھجور کی ٹہنیاں اور تنے چھت کے لیے استعمال ہوئے اور اس طرح سادگی اور وقار کے ساتھ مسجد کا کام مکمل ہوا۔ مسجد سے متصل ایک چبوتر ا بنایا گیا جو ایسے افراد کے لیے دارالاقامہ تھا جو دور دراز سے آئے تھے اور مدینہ منورہ میں ان کا اپنا گھر نہ تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی جبکہ کئی مسلم حکمرانوں نے اس میں توسیع اور تزئین و آرائش کا کام کیا۔ گنبد خضراء کو مسجد نبوی میں امتیازی خصوصیت حاصل ہے جس کے نیچے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک ہیں۔ یہ مقام دراصل ام المومنین حضرت عائشہ کا حجرہ مبارک تھا۔

ریاست مدینہ میں مسجد نبوی کی حیثیت مسلمانوں کے لیے عبادت گاہ، کمیونٹی سینٹر، عدالت اور مدرسے کی تھی۔

مسجد کے درمیان میں عمارت کا اہم ترین حصہ حضرت محمد ﷺ کا مزار واقع ہے جہاں ہر وقت زائرین کی بڑی تعداد موجود رہتی ہے۔ حج کے موقع پر رش کے باعث اس مقام پر داخلہ انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی مقام پر منبر رسول بھی ہے۔ سنگ مرمر کا بنا حالیہ منبر عثمانی سلاطین کا تیار کردہ ہے

سعودی عرب کے قیام کے بعد مسجد نبوی میں کئی مرتبہ توسیع ہوئی لیکن شاہ فہد بن عبد العزیز کے دور میں مسجد کی توسیع کا عظیم ترین منصوبہ تشکیل دیا گیا جس کے تحت حضرت محمد ﷺ کے دور کے تمام شہر مدینہ کو مسجد کا حصہ بنا دیا گیا۔ اس عظیم توسیعی منصوبے کے نتیجے میں مسجد تعمیرات کا عظیم شاہکار بن گئی۔

مدینہ میں پہلی نماز

راستے میں مسجد کا کام ہو رہا تھا۔ اس لیے ہم نے فیصلہ کیا باب الملک فہد بن ملک عبد العزیز سے داخل ہو جائیں۔ ہم باب ملک فہد سے داخل ہوئے تو نماز کھڑی ہو چکی تھی جماعت میں شامل ہو کر باجماعت نماز ادا کی۔ نماز کے بعد بھائی جان نے کہا اب حاضری دے لیں۔ تو میں نے کہا: رش کافی ہے اور تازہ وضو بھی کرنا ہے اس رش میں آگے نہیں جا پاؤں گا۔ اس لیے آپ چلے جائیں بھائی جان چلے گئے حاضری دی اور میرے پاس آگئے اس کے بعد میں نے وضو وغیرہ کیا تو نماز مغرب کا ٹائم ہو گیا۔ نماز مغرب پڑھ کر میں نے بھائی جان سے کہا میں حاضری دینے جا رہا ہوں تو بھائی جان نے کہا میں بھی چلتا ہوں جب ہم وہاں پہنچے تو رش زیادہ ہونے کی وجہ سے پولیس آگے نہیں جانے دے رہی تھی۔ تو ہم وہیں بیٹھ کر درود شریف پڑھنے لگے یہاں تک کہ نماز عشاء کا ٹائم ہو گیا۔

نماز کے بعد جب روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے تو وہاں ٹینٹ لگے نظر آئے پوچھنے پر بتایا گیا اب عورتیں حاضری دیں گی مردوں کا جانا ممنوع ہے۔ اس لیے ہم حاضری سے محروم رہے پھر ہم ہوٹل آ گئے۔

صبح نماز فجر کے لیے گئے نماز کے بعد تلاوت کی ذکر کیے اشراق پڑھے تو مسجد کی صفائی شروع ہو گئی۔ جس کی بنا پر روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر رش انتہاء سے زیادہ ہو گیا۔ دھکم پیل شروع ہو گئی اس لیے ہم واپس ہوٹل آ گئے۔

روضۃ من ریاض الجنۃ

ہوٹل آنے کے بعد ناشتہ کیا کچھ دیر آرام کے بعد غسل کیا خوشبو لگائی اور نماز ظہر کی تیاری کر کے مسجد آ گئے۔ نماز کے بعد ہم روضہ پر حاضری دینے کی نیت سے گئے تو پھر ٹینٹ لگا کر راستہ بند کیا گیا تھا۔ وہاں بہت زیادہ شور تھا۔ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کا وہ واقعہ یاد آ گیا ایک صحابی رضی اللہ عنہ جن کا نام اب ذہن میں نہیں آ رہا فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لیٹا ہوا تھا۔ کوئی چیز مجھے لگی تو میں نے اٹھ کر دیکھا تو سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے تھے مجھے حکم دیا جو سامنے دو آدمی اونچی آواز سے باتیں کر رہے ہیں ان کو میرے پاس لاؤ۔ فرماتے ہیں میں نے حکم کی تعمیل کی اور ان دونوں کو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال کیا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: طائف کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم مدینہ میں رہنے والے ہوتے تو تمہیں دُورے لگاتا تم اتنی اونچی آواز سے بات کر رہے تھے اور یہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری آواز سے تکلیف پہنچ رہی ہے اور پھر فرمایا یہاں پر اونچی آواز میں بات مت کیا کرو کیونکہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے۔ پر آج یہاں معاملہ کچھ اور تھا ہر طرف شور و غل تھا۔ یہ دیکھ کر دکھ ہو رہا تھا۔ اور ہم نے سوچا یہیں انتظار کر لیتے ہیں ٹینٹ کھلے موقع ملا تو ریاض الجنۃ میں نماز ادا کر لینگے اور حاضری دیکر واپس جائینگے

دل میں دعا کر رہا تھا یا اللہ مدد فرما فرماتا کہ میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ حاضری دے سکوں۔ ابھی یہی دعا کر رہا تھا ایک خوبصورت نوجوان آیا بھائی جان سے سلام کیا پتہ چلا وہ حافظ ہے اور یہاں کے انجینئر کا بیٹا ہے۔ اور روز نماز عصر سے لیکر نماز مغرب تک روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر تلاوت کرتا ہے۔

ابھی بھائی جان اس سے عربی میں بات کر رہے تھے۔ ایک اور نوجوان آیا سر پے سفید عمامہ باندھا ہے سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں سنت کے مطابق اور چہرے پر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سجائی ہے۔ اس نے آکر بھائی جان کو استاجی کے نام سے پکارا اور سلام کیا اس نے بھائی جان سے کہا پہچانا یا نہیں؟ بھائی جان نے انکار کر دیا تو اس نے اپنا تعارف کرایا میرا نام یہ ہے اور میں آپ کا شاگرد ہوں ساری تفصیل بتائی تو بھائی جان نے پہچان لیا۔ جب ہم نے پوچھا یہاں عمرہ کے لیے آئے ہو تو اس نے جواب دیا: میں گزشتہ ایک یا ڈیڑھ سال سے یہیں ہوں اور یہاں کا خادم ہوں اور ریاض الجنۃ کی صفائی کرتا ہوں۔ اسی دوران اس نے بتایا اگر آپ نے ریاض الجنۃ آنا ہو تو جیسے ہی عورتوں کا ٹائم ختم ہوتا ہے اسی دوران یہ ٹینٹ کھول دیے جاتے ہیں اس کے بعد آپ آرام سے ریاض الجنۃ میں بیٹھ کر عبادت کر سکتے ہیں اسی دوران شور کم ہوا تو پتہ چلا عورتوں کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ جیسے ہی ٹینٹ کھلے ہم ریاض الجنۃ میں گئے اور جہاں مجھے جگہ ملی وہیں بیٹھ گیا کیونکہ جیسے ہی ٹینٹ کھلے سب کی یہی کوشش تھی کسی طریقے جگہ مل جائے تھوڑی دیر بعد ادھر ادھر نظر دوڑائی تو بھائی جان کو دیکھا وہیں سامنے ہی بیٹھے تھے۔ بعد میں، میں بھائی جان کے پاس چلا گیا۔ وہیں بیٹھ کر تلاوت کرنے لگا یکدم بھائی جان نے کہا وہ سامنے دیکھو موزن اذان دینے آرہا ہے۔ ایک چبوتر سا بنا تھا جس پر موزن نے چڑھ کر اذان دی۔ بعد میں پتہ چلا یہی وہ جگہ ہے جہاں موزن رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ اذان دیا کرتے تھے اب ابھی اسی جگہ اذان دی جاتی ہے۔ اس کے بعد نماز عصر شیخ عبدالحسن القاسم حفظہ اللہ کی امامت میں ادا کی۔ اور روضہ پر حاضری کے لیے چل پڑے۔

روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری

امام الانبیاء۔ شفیع المذنبین۔ مدینہ کے والی۔ آمنہ کے لال حلیمہ کے دل کے سرور۔ صحابہ کرام اور خدائے بزرگ و برتر کے محبوب۔ جہاں فرشتے بھی حاضری پر مست و بیخود ہو جائیں۔ جن کے در کی نورانیت و روحانیت میں بھٹکے اور گم گشتہ قافلے کے قافلے راستہ پائیں۔ جہاں اقبال و نانو توئی، جنید و شبلی عرب و عجم کے بادشاہ بھی تھر تھراتے حاضر ہوں وہاں میری بڑی عجیب کیفیت تھی میں تو اُن کا ایک ادنیٰ سا غلام تھا مجھ پر گناہوں کا بوجھ تھا کہ کس منہ سے حاضری دوں کس منہ سے سلام پیش کروں دل کی ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ میرا جسم کانپ رہا تھا۔ میرے جسم کا ہر ہر عضو کانپ رہا تھا آنکھوں میں ندامت کے آنسو تھے آنکھیں جھکی ہوئی تھیں آج ایک گناہ گار اُمّتی روضہ اقدس کی خواہش لیے ہوئے برسوں کی دلی تمنا پوری کر رہا تھا رش کافی ہو رہا تھا۔ اس لیے وہاں زیادہ دیر کھڑے ہونے کی اجازت نہیں تھی آخر دھڑکتے دل کے ساتھ درود شریف پڑھا تمام دوست احباب کا سلام پہنچایا پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے روضہ کے پاس آیا حاضری دی سلام پیش کیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے روضہ پر آیا حاضری دی سلام پیش کیا اور باہر نکل گئے۔

حاضری کے وقت ایک عجیب سی کیفیت طاری تھی اُن لمحات کو قلم کے ذریعے کتاب پر اُتارنا میرے بس میں نہیں ہے۔ آج بھی جب اُن لمحات کو یاد کرتا ہوں تو اسی کیفیت میں چلا جاتا ہوں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میں وہیں کھڑا ہوں۔ اس خادم نے ہمارا بڑا ساتھ دیا۔ ہر پل ہمارے ساتھ رہا اس کے بعد ہمارا روز کا معمول بن گیا۔ عصر تا مغرب ریاض الجنۃ میں وقت گزارتے تلاوت کرتے، پھر حاضری دیکر نکل جاتے اور ہمارا دروازہ جہاں سے ہم داخل ہوتے وہ باب فہد تھا۔ جب مسجد سے باب فہد کی جناب سے باہر نکلیں تو سامنے احد کا پہاڑ نظر آتا ہے۔

جہاں ہمارا ہوٹل تھا وہاں بالکل سامنے مسجد اجاہ تھی جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں کی تھیں جب ہم مسجد نبوی جاتے تو راستے میں مسجد امام بخاری رحمہ اللہ آتی تھی جو باب فہد کے بالکل قریب ہے اسی مسجد میں امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب بخاری شریف تصنیف فرمائی تھی۔ اس کے بعد ہم نے ایک دن فیصلہ کیا اب زیارات کی جائیں۔ سب نے حمایت کی، دوسری دن ہم نے نماز فجر ادا کی، اس کے بعد اشراق پڑھ کر باہر نکلے تو سوچا آج ہی زیارات کر لی جائیں اس کے بعد ہم زیارات کرنے کے لیے ٹیکسی لی اور میدان احد کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں اسلام کی سب سے بڑی جنگ لڑی گئی جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندادن مبارک شہید ہوئے اور قریش کے بڑے بڑے سردار قتل ہوئے ہم میدان احد، اور احد کے شہدا کی قبروں کی زیارت کے لیے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے گیٹ باب فہد سے بذریعہ ٹیکسی روانہ ہوئے۔

زیارات مدینہ

میدان احد

احد پہنچے تو سامنے احد کے شہداء کا قبرستان تھا۔ قبرستان کے بائیں جانب لوگ کھجوریں لگا کر اور دوسرے سٹال لگا کر کھڑے ہوئے تھے۔ اور سامنے پہاڑ کا وہ ٹکرا تھا جہاں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا تھا واقعہ کچھ یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو یہاں مقرر کیا تھا اور فرمایا تھا جب میں نہ بلاؤں، تو نیچے مت آنا جنگ کے بعد جب مال غنیمت تقسیم ہونے لگا تو کچھ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نیچے اتر آئے۔ چونکہ اس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایمان نہیں لائے تھے دوبارہ حملہ کر دیا تھا۔ اس جگہ کے قریب پہنچے تو یہی واقعہ مجھے یاد آ گیا۔ اس کے بعد ہم شہداء احد کے شہیدوں کے مزارات کے قریب گئے فاتحہ پڑھی ایصال ثواب کیا اس کے بعد میں نے میدان کی طرف دیکھنا، شروع کر دیا۔ اور اس جنگ کا خاکہ جو احادیث میں آیا ہے ذہن میں گردش کرنے لگا۔

غزوہ خندق

اس کے بعد ہم غزوہ خندق کی طرف چل پڑے وہاں اب سعودی حکومت نے مسجد بنوادی ہے جسے مسجد خندق کہا جاتا ہے یہ وہ خندق کا میدان ہے۔

جہاں صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اور آقا نادر صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ پر پتھر باندھ کر یہ خندق کھودی تھی۔ اب وہاں پر بڑی عالی شان مسجد تعمیر کی گئی ہے وہاں ہم نے دو رکعت نماز نفل پڑھی۔ جب مسجد کے برآمدے میں آئے تو سامنے فوجی چوکیاں نظر آئیں پوچھنے پر معلوم ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہاں چوکیاں ہوا کرتی تھیں یہ وہی چوکیاں ہیں جو اب کافی بوسیدہ ہو چکی ہیں۔

مسجد قبلتین

خندق کے بعد ہم مسجد قبلتین پہنچے خانہ کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کے حکم سے پہلے مسجد اقصیٰ کی طرف نماز پڑھی جاتی تھی۔ پھر حکم آنے کے بعد خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی گئی۔ تو یہاں دو محراب ہیں ایک وہ والا جہاں مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور دوسرا محراب کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اس لیے اس مسجد کو ”مسجد قبلتین“ یعنی دو قبلوں والی مسجد کہا جاتا ہے۔

یہ مسجد بئر رومہ کے قریب واقع ہے۔ مسجد کا داخلی حصہ قبہ دار ہے جبکہ خارجی حصے کی محراب شمال کی طرف ہے۔ عثمانی سلطان سلیمان اعظم نے 1543ء میں اس کی تعمیر نو کرائی۔

مسجد قبلتین کی موجودہ تعمیر و توسیع سعودی شاہ فہد بن عبدالعزیز کے دور میں مکمل ہوئی۔ اس نئی عمارت کی دو منزلیں ہیں جبکہ میناروں اور گنبدوں کی تعداد بھی دو، دو ہے۔ مسجد کا مجموعی رقبہ 3920 مربع میٹر ہے۔ مسجد قبلتین میں ہم نے دو رکعت نماز ادا کی اس کے بعد مسجد قبا کی طرف روانہ ہوئے۔

مسجد قباء

تاریخ اسلام کی پہلی مسجد جو مدینہ منورہ سے تین کلومیٹر کے فاصلے پر واقع بستی قباء میں واقع ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق 8 ربیع الاول 13 نبوی بروز دوشنبہ بمطابق 23 ستمبر 622ء کو مدینہ کی اس بیرونی بستی میں پہنچے اور 14 روز یہاں قیام کیا اور اسی دوران اس مسجد کی بنیاد رکھی۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ مسجد قباء میں ہم نے دو رکعت نماز پڑھی دعا کی ساتھ میں وہ کنواں دیکھا جسمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی مبارک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گر گئی تھی۔ اب سعودی حکومت نے اس کنویں کو بند کر دیا ہے۔

مدینہ کی سیر

اس کے بعد ہم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آگئے۔ نماز عشاء کے بعد ایک میزبان نے دعوت کی وہاں چلے گئے۔ وہاں پاکستانی کھانا کھانے کو ملا بڑا لطف آیا۔ اس کے بعد ہم ہوٹل آگئے دوسرے دن مدینہ والے میزبان جناب قاری محمد اشرف صاحب گاڑی لائے اور مدینہ کی سیر کو نکل گئے سب سے پہلے انہوں نے مدینہ یونیورسٹی دکھائی۔ اس کے بعد وہ کنواں دکھایا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کیا تھا آج بھی وہ موجود ہے اور ساتھ والے علاقے کو آج بھی اسے کنویں کا پانی دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ تھا اسے ایک صحابی نے قتل کیا تھا۔ اس کا محل عبرت حاصل کرنے کے لیے دیکھا وہاں اب کھنڈرات ہی کھنڈرات ہیں ایسا لگتا تھا یہاں کبھی کوئی رہا ہی نہیں۔ میزبان نے بتایا کوئی اس علاقے میں رہنا پسند نہیں کرتا ارد گرد آبادیاں ہیں لیکن وہاں کسی گھر کا نام و نشان نہیں ہے۔ اس کے بعد ہم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم واپس آگئے کیونکہ نماز عصر کا ٹائم ہو چکا تھا۔

اس کے بعد رات کو عشاء کی نماز کے بعد ہم کھجور منڈی گئے۔ وہاں ہر دکان والا ہمیں کھجوریں کھلانے لگا اس کے بعد ایک پٹھان نظر آیا اس نے تو حد کر دی۔ جو کچھ کھجوریں اس کی دکان میں تھیں۔ سب میں سے ایک ایک دو دو کو اٹھالیا اور کہا آپ ہمارے مہمان ہیں کھائیں میں کھا کر تھک گیا آج بھی وہ دن اچھی طرح یاد ہے کھجوریں خرید کر ہوٹل واپس آ گئے۔

حدیث پڑھنے کی خواہش جو ادھوری رہی

اگلا دن مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزارا۔ جب عشاء کی نماز پڑھ کر باہر نکلنے لگے۔ تو اچانک وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر اور حضرت مدنی رحمہ اللہ کے شاگرد شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب نظر آ گئے حضرت نے کافی حد تک حلیہ تبدیل کیا ہوا تھا تا کہ کوئی پہچان نہ سکے بھائی جان کہنے لگے مولانا سلیم اللہ خان صاحب ہیں پر مولانا یسین صاحب کہتے تھے کہ نہیں کوئی اور ہیں بھائی جان آگے گئے ساتھ خادم سے پوچھا یہ حضرت کون ہیں، پہلے تو زرا ہچکچایا پھر کان میں بتایا مولانا سلیم اللہ خان صاحب ہیں بھائی جان نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور ہمیں آکر بتایا کہ مولانا سلیم اللہ خان صاحب ہی ہیں ہم دوڑ کر باہر نکلے تو حضرت نظر نہیں آئے۔

اس کے بعد ہم نے فیصلہ کیا کہ اب حضرت نظر آئے تو ان سے درخواست کریں گے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کو پڑھایا کرتے تھے۔ اگر آپ وہاں ہمیں کوئی چھوٹی سے حدیث پڑھا دیں تو حضرت مدنی رحمہ اللہ کی یاد تازہ ہو جائے گی۔ اس کے بعد ہم نظریں دڑاتے رہے لیکن حضرت نظر نہیں آئے اور افسوس کہ ہماری یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ اس کے بعد مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مشہور و معروف امام شیخ صلاح البدر کی امامت میں مدینہ منورہ میں پہلا جمعہ ادا کیا۔ اس کے بعد ایک دن جنت البقیع گئے۔ جہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، و دیگر صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، کی اورتا بعین رحمہ اللہ، کی قبروں کی زیارت کی، اور فاتحہ پڑھی۔

شیخ عبدالرحمن الحذیفی سے مصافحہ

ایک دن نماز عشاء میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے امام شیخ عبدالرحمن الحذیفی تشریف لائے تو میں نے بھائی جان نے کہا، شیخ سے ملاقات کرنی ہے کیا؟ میں نے کہا اگر ممکن ہو تو ضرور بھائی جان نے کہا ٹھیک ہے نماز پڑھ کر غالباً ہم باب السلام سے نکلے شیخ دو گارڈوں کے ساتھ تشریف لا رہے تھے ہم نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور دعا کی درخواست کی کیونکہ شیخ ذرا جلدی جلدی چل رہے تھے اور پولیس والے رش کے خوف سے کسی کو قریب نہیں آنے دے رہے تھے ہماری خوش قسمتی کہ شیخ سے مصافحہ بھی کیا اور دعا کی درخواست بھی اور ہٹ گئے۔

مکہ واپسی

مدینہ میں ہمارے دس دن پورے ہو چکے تھے۔ آج ہمارا آخری دن تھا کل صبح نماز کے بعد مکہ مکرمہ روانگی تھی۔ صبح نماز کے بعد، میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بارگاہ الہی رب کے حضور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے عجیب حالت تھی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اتنا رویا، کہ شاید کسی پل ایسا رویا ہوں۔ اس کے بعد بھائی جان کے ساتھ ریاض الجنۃ گیا وہاں آخری بار نماز ادا کی یہ سوچا پھر پتہ نہیں زندگی میں یہ موقع مل پاتا ہے یا نہیں نوافل سے فراغت کے بعد ایک بار پھر بارگاہ الہی میں ہاتھ اٹھائے اور سب کے لیے دعا کی۔ اور بوجھل قدموں کے ساتھ آخری بار روضہ رسول پر صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی اس وقت دل میں ایک عجیب سے کیفیت طاری تھی وہاں سے جانے کو دل نہیں کر رہا تھا، پر آخر جانا تھا۔ آخری سلام پیش کیا اور باہر کی طرف چل دیا۔ باہر آ کر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو الوداع کہا آنکھوں میں آنسو لیے دل میں واپس آنے کی تڑپ لیے الوداع مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم الوداع کہتے ہوئے ہوٹل کی جانب روانہ ہوئے۔

ہوٹل پہنچ ناشتہ کیا احرام اٹھایا اور بس میں سوار ہو گئے۔ بس جب چلی تو میں بار بار روضہ کی طرف دیکھتا اور آنسو بہا تا رہا جب تک روضہ میری آنکھوں سے دور نہ ہوا تو میں دیکھتا ہی رہا۔ مدینہ کو الوداع کہتے ہوئے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے راستے میں ایک جگہ بس کی حکم ملا سامنے مسجد ہے۔ جس نے احرام باندھنا ہو باندھ لے ہم نیچے اترے غسل کیا احرام باندھا اور تیسرے عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔

ہمارا تیسرا عمرہ

احرام باندھا اور کچھ دیر بعد ہماری گاڑی مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئی۔ راستہ میں ایک ریسٹورنٹ پے گاڑی رکی جہاں ہم نے نماز عشاء ادا کی۔ نماز کے بعد دوبارہ ہمارا سفر شروع ہوا۔ رات کو تقریباً گیارہ بارہ بجے ہم مکہ مکرمہ پہنچے۔ سامان ہوٹل میں رکھا کھانا کھایا اور عمرہ ادا کرنے مسجد الحرام کی طرف چل دیے باب ملک عبدالعزیز یا باب الملک فہد سے داخل ہوئے پہلے دو رکعت نماز نفل ادا کی اس کے بعد سیدھا مطاف میں پہنچے (جہاں طواف کیا جاتا ہے)۔ وہاں خوب دعائیں کیں اس کے بعد طواف شروع کر دیا رش کافی تھا لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے کافی آسانی فرمائی۔ طواف کے بعد مقام ابراہیم علیہ السلام پر نفل ادا کیے ایک بار پھر بارگاہ الہی میں ہاتھ بلند کیے اور خوب گڑگڑا کر دعائیں مانگیں دعا سے فراغت کے بعد آب زم زم نوش کیا۔ اور اس کے بعد سعی کے لیے صفا اور مروہ کی طرف بڑھ گئے۔ جب ہم سعی کے لیے صفا مروہ پہنچے اس وقت نماز تہجد کا ٹائم ہو چکا تھا مسجد الحرام میں نماز تہجد کی اذان بھی دی جاتی ہے سعی کے دوران ہی تہجد کی اذان ہوئی ہم نے سعی مکمل کی اور فیصلہ اب الحمد للہ عمرہ ادا ہو چکا ہے۔ اور واپس ہوٹل بھی نہیں جاسکتے کیونکہ نماز فجر کا وقت ہو گیا تھا۔ مسجد الحرام میں جیسے ہی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے اذان دے دی جاتی ہے۔ اس کے بعد امام دو منٹ میں آئے، پانچ منٹ میں آئے، یا پندرہ منٹ میں آئے، اسی وقت نماز کھڑی ہو جاتی ہے۔ تو ہمیں ڈر تھا کہیں نماز نہ نکل جائے اس لیے فیصلہ ہوا نماز کے بعد ہوٹل جائیں گے۔

اس فیصلہ کے بعد سب ادھر ادھر ہونے لگے تو بھائی جان نے کہا: اگر ہم ایک دوسرے سے کچھڑ گئے تو باب ملک عبدالعزیز کے پاس ملیں گے میں نے حامی بھری اور مطاف کی طرف چل پڑا۔ مجھے دیکھتے ہی تایا جان بھی میرے ساتھ ہو لیے مطاف بھرا پڑا تھا اس لیے میں سیڑھیوں پر بیٹھ گیا اور زیارت بیت اللہ شریف کرنے لگا تھوڑی دیر بعد مجھے محسوس ہوا مجھ پر نیند غالب آنے والی ہے۔

میں اٹھ کر مطاف میں آ گیا وہاں بیٹھنے کی جگہ تلاش کرنے لگا تھوڑا سا آگے گیا تو ایک شخص نے مجھے جگہ دے دی میں وہیں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اذان فجر ہوئی جس کی سعادت مسجد الحرام کے سب سے بڑے موزن شیخ علی الملاح نے حاصل کی۔ اور تقریباً پانچ منٹ بعد جماعت کھڑی ہو گئی نماز فجر کی امامت شیخ عبداللہ عواد الجوبہنی نے کرائی نماز کے بعد میں باب ملک عبدالعزیز کی طرف چل پڑا راستے میں تایا جان مل گئے ان کو ساتھ لیے میں باب ملک عبدالعزیز کی طرف چل پڑا دروازے سے نکل کر بھائی جان کا انتظار کرنے لگا کچھ دیر بعد بھائی جان وہاں پہنچے تو ہم ہوٹل کی طرف چل دیے نیند بڑی سخت آئی ہوئی تھی کیونکہ گزشتہ دن سفر میں گزرا تھا اور رات کو عمرہ ادا کیا اس لیے کافی تھک چکے تھے۔ جاتے ہی میں اپنے کمرے میں بستر پر دراز ہو گیا اور کوئی ہوش نہ رہا۔ تقریباً گیارہ بجے کے قریب بھائی جان نے جگایا کہ اٹھو غسل کرو، کپڑے تبدیل کر کے کچھ کھاپی لو، بھائی جان نے حلق کیا اس کے بعد میں نے غسل کر کے کپڑے پہنے تھوڑا بھت کھایا اس کے بعد نماز ظہر کے لیے مسجد الحرام روانہ ہو گیا۔ سارا دن وہاں عبادات، طواف، اور تلاوت کرتا رہا۔ نماز عشاء کے بعد بھائی جان کے پاس آ گیا اور ہم ہوٹل کی طرف چل پڑے۔ ابھی ہم نے ایک ہفتہ مکہ میں قیام کرنا تھا۔ اس کے بعد پاکستان کے لیے روانہ ہونا تھا۔ اس کے بعد ہم نے ایک روٹین بنالی صبح تہجد سے پہلے اٹھتے، وضو کرتے، مسجد آ کر طواف کرتے، طواف کے بعد نماز تہجد پڑھتے، پھر نماز فجر ادا کرتے، اشراق پڑھتے، ہوٹل آ کر ناشتہ کر کے ایک گھنٹہ سو جاتے، دوبارہ مسجد الحرام آتے طواف کرتے، عبادات کرتے، تلاوت کرتے، اور نماز عشاء کے بعد سب ایک جگہ اکٹھے ہو کر ہوٹل آ جاتے۔

صُفْرَة

مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں عربی حضرات نماز عصر کے بعد ایک دسترخوان لگاتے ہیں۔ جس کو غالباً عربی زبان میں ”صُفْرَة“ کہا جاتا ہے۔ وہاں کھجوریں گہوہ جو عربی لوگ پیتے ہیں اور ساتھ قہوہ اور حسب توفیق لوازمات دیے جاتے تھے جہاں بھی بیٹھتے وہاں یہ لگ جاتا تھا اور ہر عربی یہی چاہتا تھا ہمارے دسترخوان پر آئیں ہمیں زبردستی وہاں لایا جاتا تھا۔ بعض اوقات جہاں ہم بیٹھے ہوتے تھے اسی صف میں لگ جاتا تھا جیسے ہی مغرب کی اذان ہوتی ہمیں کھجوریں پیش کرتے ساتھ گہوہ (کڑوا بھت ہوتا ہے) یا اگر کوئی قہوہ پینا چاہے تو وہ پیش کیا جاتا نماز کھڑی ہونی سے پہلے خدام مسجد الحرام دسترخوان سمیٹ لیتے تھے اس کے بعد نماز مغرب ادا کی جاتی ایک دن تایازاد بھائی مولانا یسین احمد عثمانی صاحب کے ایک ملنے والے جناب قاری عثمان صاحب مکہ آئے انہوں نے ہمیں مکہ گھمایا عرفات، منی، مزدلفہ، وغیرہ، سب کی زیارت کرائی۔ مکہ کے باہر رنگ روڈ پر ہمیں گھمایا گیا اس کے بعد ہوٹل آئے۔ کچھ دن بعد ہمارا جدہ جانے کا پروگرام بنا۔ مولانا یسین صاحب کے وہی دوست جناب قاری عثمان صاحب جو گزشتہ چند سالوں سے جدہ میں مقیم ہیں۔ ہمیں جدہ لے جانے کے لیے مکہ تشریف لائے بدھ والے دن نماز عشاء پڑھ کے ہمارا قافلہ جدہ کی طرف روانہ ہوا۔

جدہ کی سیر

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ہم جدہ پہنچے وہاں جا کر ہمیں ایک جگہ ٹھرایا گیا۔ اس کے بعد ہم قاری عثمان صاحب کی رہائش گاہ کی طرف چل پڑے۔ وہاں پہنچ کر ٹھنڈی ٹھنڈی بوتلیں پلائی گئیں۔ اور ساتھ خالص دودھ پلایا گیا اور دوسرے لوازمات پیش کیے گئے اس کے بعد کچھ دیر باتیں ہوئیں پھر اپنے اپنے بستر پر دراز ہو گئے۔ صبح نماز وہیں باجماعت ادا کی۔ اس کے بعد ناشتہ کیا ناشتہ کے بعد بھائی جان کا باہر گھومنے کا ارادہ ہوا اصل میں تھوڑی واک کرنی تھی تو ساتھ میں بھی تیار ہو گیا۔ قاری عثمان صاحب سے اجازت طلب کی گئی تاکہ باہر واک کر سکیں۔ انہوں نے کہا: پاسپورٹ ہے۔ تو جیب میں رکھ کر باہر چلے جائیں۔ پر زیادہ دور مت جاییے گا۔ سو ہم نے پاسپورٹ جیب میں ڈالے اور باہر نکل آئے باہر اتنی گرمی تھی کہ ہم تھوڑا بھت ہی چلے ہوئے کہ پسینے میں شرابور ہو گئے۔ بس تھوڑا گھوم گھما کر واپس آ گئے۔ نماز ظہر ادا کرنے کے لیے قاری عثمان صاحب کے ساتھ روانہ ہوئے تھوڑی دیر بعد ہم مسجد پہنچے نماز قاری عثمان صاحب کی امامت میں ادا کی۔ اس کے بعد وہاں پاکستانیوں سے ملاقات ہوئی۔ جو اکثر ورکشاپ میں کام کرتے تھے انہوں نے ہمیں ٹھنڈی ٹھار بوتل پلائی اس کے بعد واپس آ گئے۔ مولانا یسین صاحب نے کسی سے ملنا تھا وہ وہاں چلے گئے۔ میں، بھائی جان، اور تایا جان، وہیں رک گئے۔ اس کے بعد نماز عصر کے لیے روانہ ہوئے۔ نماز کے بعد جدہ مارکیٹ گھومنے کا ارادہ بنا۔ قاری عثمان صاحب کے ساتھ مارکیٹ آ گئے۔ جہاں قاری صاحب نے پاکستانیوں کے ملاقاتیں کرائیں۔ اور ہم نے تھوڑی بہت شاپنگ کی وہیں نماز مغرب کا ٹائم ہوا تو قریبی مسجد میں نماز مغرب ادا کی اور واپس رہائش گاہ آ گئے۔

ہمارا ارادہ تھا ساحل سمندر جائیں اور وہاں جو مسجد سمندر کے اندر بنی ہے اس کی زیارت کریں کچھ دیر بعد مولانا یسین صاحب کی کال موصول ہوئی۔

آپ ساحل سمندر پہنچ جائیں ہم بھی آرہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد ہمیں مچھلی پیش کی گئی۔ بس میں نے تھوڑی سی چکھی۔ ہمارے میزبان نے ایک پاکستانی ساتھی کو کال کی کہ گاڑی لے آئیں کچھ دیر بعد ایک تبلیغی پاکستانی ساتھی تشریف لائے اور ان کے ساتھ ساحل سمندر کی طرف روانہ ہوئے۔

ساحل سمندر پر!

راستہ میں نماز عشاء کا ٹائم ہوا۔ ریڈو پر مسجد الحرام کی نماز لگائی تو وہاں شیخ خالد الغامدی حفظہ اللہ نماز عشاء کی امامت فرما رہے تھے تھے۔ ہمیں راستہ میں تبلیغی ساتھی نے بتایا جدہ میں ایک ایسے مسجد بنائی گئی ہے جو بالکل مسجد نبوی ہے یعنی کے مسجد نبوی کی طرز پر بنائی گئی ہے۔ چلیں نماز وہیں ادا کرتے ہیں جب وہاں اندر پہنچے تو بالکل وہی ڈیزائن تھا جو مسجد نبوی کا ہے۔ اور امام کی تلاوت کی آواز بالکل ایسی تھی جیسے آواز مسجد الحرام کے امام شیخ عبداللہ عواد الجوبہنی کی ہے۔ خیر ہم نے نماز ادا کی نماز کے بعد مسجد کا معائنہ کیا۔ اس کے بعد اماں حوالیہ السلام کی قبر مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچے تو پتہ لگا مقبرہ بند ہو چکا ہے۔ ہم نے باہر سے ہی زیارت کی اور فاتحہ پڑھ کے ساحل سمندر کی طرف روانہ ہوئے۔ ساحل سمندر کے قریب ایک خوبصورت باغ بھی ہے۔ اسی کے ساتھ ساحل سمندر پر ہم نے پڑاؤ ڈالا چہل قدمی کے لیے عربی حضرات بڑی تعداد میں وہاں موجود تھے۔ وہیں ہمیں کچھ گتلف ممالک کے مسلمان بھی ملے جو ہماری طرح سیر کے لیے آئے تھے۔ اس کے بعد ساحل پر بیٹھ کر کھانا کھایا بھت زیادہ لطف آیا اچانک مولانا یسین صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی۔ جس کی وجہ سے واپس آگئے صبح جمعہ تھا اور یہ مکہ مکرمہ میں ہمارا آخری جمعہ تھا ہم نے ہر حال میں مسجد الحرام پہنچنا تھا صبح اٹھ کر ناشتہ کیا اس کے بعد مکہ کی طرف روانہ ہوئے

ہمارا ارداہ تھا احرام باندہ کر عمرہ ادا کر لیا جائے پر وقت کافی کم تھا۔ جمعہ کی نماز میں ملنا مشکل تھا۔ جب مکہ میں داخل ہوئے تو کافی رش تھا اور مسجد الحرام میں خطبہ جمعہ جاری تھا۔

ہم وہیں ٹریفک میں پھنس گئے کہ یکا یک تکبیر ہونا شروع ہو گئی۔ ہم گاڑی سے اتر کر مسجد الحرام کی طرف چل پڑے۔ جب ہم مسجد الحرام کے صحن کے نیچے پہنچے تو امام نے رکوع کر لیا۔

وہاں تھوڑی سی جگہ تھی پولیس والے نے وہیں نماز پڑھنے کے لیے اشارہ کر دیا ہم نے وہیں نیت باندھ لی۔

مسجد الحرام کے دوسرے بڑے امام شیخ سعود بن ابراہیم الشریم کی امامت میں آخری جمعہ ادا کیا۔ اور اس کے بعد ہوٹل آ گئے وہاں سامان رکھنے کے بعد دوبارہ مسجد الحرام آ گئے۔ اور عشاء کی نماز کے بعد ہوٹل آ گئے۔ اگلے دن ہم نے نماز ظہر کے بعد زم زم بھرنے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ اب ہمارے پاس کچھ گھنٹے بچے تھے۔ اس لیے باقی کا ٹائم مسجد میں گزارنا چاہتے تھے۔ نماز کے بعد ہم نے کین اٹھایا۔ اور زم زم بھرنے چل پڑے۔ راستہ میں مسجد الحرام کے امام شیخ خالد کی زیارت ہو گئی۔ جو مسجد الحرام سے نکل کر شاہی محل میں داخل ہو رہے تھے افسوس کہ سلام نہ کر پائے زم زم بھرا ہوٹل آئے وہاں رکھا اور مسجد آ گئے رات کو عشاء کے بعد ہوٹل آ گئے صبح ہمارا آخری دن تھا۔ اس لیے ہم نے پورا دن مسجد میں گزارنے کا فیصلہ کیا۔

مسجد آ کر خوب دعائیں کیں جتنا رو سکتے تھے روئے۔ جتنے طواف کر سکتے تھے کیے ہمیں کہا گیا تھا آپ کو مغرب کے بعد گاڑی لینے آ جائے گی۔ لیکن ہماری فلائٹ سعودیہ عرب کے ٹائم کے مطابق 6 بجے تھی۔ لیکن یہ لوگ کہہ رہے تھے۔ آپ مغرب کے بعد یہاں سے چلے جائیں گے۔ نماز مغرب سے کچھ دیر قبل میں نے طواف و داع کیا اور مطاف میں بیٹھ گیا اور کعبہ کی زیارت کرنے لگا اسی دوران نماز مغرب کی اذان ہوئی نماز کے لیے کھڑا ہوا تو دل ایک عجیب طرح کی کیفیت سے دوچار تھا کہ آج اس سرزمین پر آخری نماز پڑھ رہا ہوں۔

پھر قسمت میں آنا ہے یا نہیں تکبیر کے بعد جب اللہ اکبر کی صدا گونجی تو دل دہل گیا کیونکہ یہ آواز شیخ عبدالرحمن السدیس کی تھی جب ہم پاکستان سے مکہ پہنچے تھے۔ اس دن پتا لگا شیخ ہندوستان کے دورے پر چلے گئے ہیں اس لیے دل میں خواہش تھی شیخ کے پیچھے نماز پڑھوں آج اس سرزمین پر آخری نماز پڑھ رہا تھا وہ بھی شیخ عبدالرحمن السدیس کی امامت میں نماز میں شیخ اتنے روئے کہ لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔

نماز کے بعد دعا کرنے لگا۔ کعبہ شریف سے نظر ہی نہیں ہٹ رہی تھی یہاں سے جانے کو دل نہیں کر رہا تھا اسی دوران بھائی جان آگئے اور کہا چلو میری آنکھوں میں آنسو آگئے اور دروازے کی طرف چل پڑا دو قدم اٹھاتا پھر کعبہ کی طرف دیکھتا جب تک کعبہ نظر سے اوجھل نہیں ہوا میں دیکھتا رہا۔

جیسے ہی مسجد الحرام سے نکلا تو ایسا لگتا تھا کہ میری چیخیں نکل جائیں گے کعبہ کی سرزمین چھوڑنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا دل غمگین تھا لیکن جدا ہونا تھا جب کعبہ پر نظر پڑتی تو دل کہتا اے داؤد دل کھول کر دیکھ لے اور ان پُر نور فضاؤں میں سانس لے لے نہ معلوم تو پھر اس سرزمین پر آتا ہے یا نہیں، شاید تجھے پھر یہ موقع نصیب ہو جتنا دیکھنا چاہتا ہے دل کھول کر دیکھ لے میں نے جی بھر کے کعبہ شریف کی زیارت کی۔ اس امید کے ساتھ کہ ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ اپنے گھر کی دوبارہ زیارت نصیب فرمائیں گے غمگین دل کے ساتھ اور بوجھل قدم لیے الوداع کرتے ہوئے ہوٹل کی جانب چل دیا ہوٹل پہنچے سامان اٹھایا نیچے لائے اسی دوران نماز عشاء کی اذان ہوئی ہمیں ہوٹل والے مسجد الحرام نہیں آنے دے رہے تھے اس لیے مجبوراً قریبی مسجد میں نماز ادا کی اور اس سرزمین کو الوداع کہتے ہوئے جدہ کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچے تو پتا چلا ابھی کافی دیر ہے اس لیے انتظار فرمائیں تو ہم ساتھ مسجد میں چلے گئے

وطن واپسی

کیونکہ ابھی اندر جانے میں کچھ گھنٹے باقی تھے مسجد گئے سو چار رالیٹ جائیں لیکن وہاں مچھرا تنا تھا کہ اللہ کی پناہ بڑی مشکل سے دو چار گھنٹے کاٹے اس کے بعد اندر جانے کی اجازت مل گئی۔ چیکنگ کے بعد ہم جہاز کے قریب پہنچے تو نماز فجر کا ٹائم ہو چکا تھا۔ بلکہ نماز فجر کا ٹائم ختم ہونے میں کچھ پل باقی تھے ہم نے جلدی سے وضو کیا وہیں ایئر پورٹ پر نماز ادا کی نماز کے بعد ہماری ایئر پورٹ پر ہی پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس کی جامع مسجد کے امام صاحب سے ملاقات ہو گئی۔ وہ بھی عمرہ کرنے آئے تھے اب پاکستان جا رہے تھے کچھ دیر بعد اطلاع ملی فلائٹ کچھ لیٹ ہو گئی ہے زرا انتظار کریں۔

خیر اللہ اللہ کر کے ہمیں جہاز میں جانے کی اجازت مل گئی ہم جا کر سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد جہاز نے اس مقدس سرزمین سے پاکستان کے لیے اڑان بھری راستہ میں کمپنی کی طرف سے ہماری خوب خاطر تواضع کی گئی۔ اس کے بعد جہاز کی کھڑکیاں بند کرنا حکم ملا ہم تھکے ہوئے تھے اس لیے نیند نے ہم پر حملہ کر دیا اور ہم نیند کے وادیوں میں چلے گئے۔ تقریباً چار یا پانچ گھنٹوں بعد جگا یا گیا

اور کھڑکیاں کھولنے کا حکم ملا کچھ دیر بعد اعلان ہوا ہم کچھ ہی دیر میں علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر لینڈ کرنے والے ہیں یوں ہم نے پاکستان کے وقت کے مطابق تین یا چار بجے پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھا۔ اس کے بعد سامان اور چیکنگ کے بعد ہم نے اندر ہی نماز ظہر پڑھنے کا ارادہ کیا کیونکہ اب نماز عصر کا وقت قریب تھا۔ اور گھر پہنچتے پہنچتے نماز ظہر کا ٹائم نکل جانے کا خدشہ تھا۔ اس لیے وہیں ایئر پورٹ پر کپڑے تبدیل کر کے نماز ظہر ادا کی۔ اور باہر آ گئے ہمارے استقبال کے لیے والد محترم، بھائیوں، رشتہ داروں کے ساتھ ساتھ اساتذہ، علماء، طلباء، کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ جنہوں نے مجھے صحت کی مبارک باد دی۔ اس کے بعد دعا کی گئی۔ دعا کی بعد ہم گھر کی طرف روانہ ہوئے۔

نماز عصر کے ٹائم ہم اپنی مسجد پہنچے بھائی جان کی امامت میں نماز ادا کی۔ اس کے بعد بھائی جان نے دعا کرائی دعا کے بعد میرے ہم مکتب طلباء جو ایئر پورٹ نہ پہنچ سکے۔ انہوں نے مجھے مبارک باد دی۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور دعاؤں کی درخواست کی اس کے بعد ہم اپنے گھر داخل ہوئے یوں یہ برکتوں رحمتوں والا سفر مکمل ہوا۔

تو نے اپنے گھر بلایا میں تو اس قابل نہ تھا۔
 گرد کعبہ کے گھمایا میں تو اس قابل نہ تھا۔
 جام زم زم کا پلایا میں تو اس قابل نہ تھا۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے ہمیں بار بار حرمین شریفین کی زیارت نصیب فرمائے آمین یا رب العالمین۔